© rasailojaraid.com

بغض* وتہاجر

(قال النبی صلعم لاتباغضوا ولاتدابروا وکونوا عباد اللہ اخوانا)

جن متعدد اسباب سے مسلمانوں کے دین و دنیا کو تنزل ہوا ہے از انجملہ ایک سبب انکا باہمی بغض وتہاجر ہے۔

بلکہ بغض وتہاجر اس تنزل کا ایسا بڑا قوی اور عام تاثیر سبب ہے کہ اس سے بڑھکر اور وسیع الاثر اس تنزل کا کوئی سبب نہیں ہے۔

اس تنزل کے اور اسباب حسد۔ خود غرضی۔ بدنیتی۔ کاہلی۔ پست ہمتی۔ شہوت پرستی وغیرہ وغیرہ تو عوام مسلمانوں کے دینی اور دنیوی ترقی کے سد راہ ہوئی ہیں بلکہ بغض وتہاجر انکے خواص علما و فضلا و صلحا و اتقیا کا سد راہ ترقی ہو رہا ہے۔

ابن آدم کے جدی دشمن (ابلیس) نے جب دیکھا کہ گروہ اسلام کے خواص علما و صلحا زنا کاری شراب خواری وغیرہ شہوانی دام میں نہیں پھنستے اور وہ اپنے علم و صلاح کی مدد سے ان امور کو اسباب تنزل دین و دنیا سمجھتے ہیں تو انکو باہمی بغض وتہاجر کے دام میں اسنے پھنسایا اور اوسکو عین دین متین اور سنت سلف صالحین بنا کر دکھایا۔

اب (ایک مدت سے) اکثر خواص و صلحا اہل اسلام کا یہہ حال ہے کہ ایک دوسرے کا جانی دشمن ہے اور اوسکے دینی اور دنیوی کاموں کے (جو در حقیقت بلحاظ نظام مجموعی اسلام خود اوسکے اپنے کام ہیں) جسطرح ہو سکے (ہاتھہ سے زبان سے دل سے) در پے تخریب ہے۔

ہم نے ہندوستان کے اکثر بلاد پنجاب۔ بنگال۔ و ممالک مغرب و شمال بمبئی وغیرہ کو دیکھا۔ عرب کا بھی سفر و سیر کیا ہم نے ان سب بلاد میں اسلامی دو فرقوں (مثلا شیعہ و سنی۔ یا اتباع فقہا و اہلحدیث) بلکہ ایک فرقہ کی دو جماعتوں (جیسے اتباع فقہا

* بغض دشمنی۔ تہاجر ایک کی دوسرے سے ترک کلامی و علیحدگی۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مین حنفی و شافعی یا اہل حدیث مین دو مختلف شخصون کے مقتدی) بلکہ ایک جماعت کے چند اشخاص خواص کا ایسا کم پایا جو باہم بغض نہ رکھتے ہون اور ایک دوسرے کے دینی اور دنیوی کام کے درپے تخریب نہ ہون۔

کوئی ایک دینی کتاب یا دنیاوی اخبار نکالتا ہے تو دوسرا بجائے اسکے کہ اس کتاب یا اخبار مین اسکو زر سے قلم سے مدد دے یا راہ صواب بتادے اسکے مقابلہ مین دوسری کتاب یا اخبار نکالتا ہے کوئی قومی امداد سے ایک دینی یا دنیاوی انجمن یا مجلس قائم کرتا ہے تو دوسرا اسکے مقابلہ مین دوسری انجمن قائم کرتا ہے کوئی دینی یا دنیاوی تعلیم کے لیے ایک مدرسہ قائم کرتا ہے تو دوسرا اسکی ضد مین دوسرے مدرسہ کی بنا ڈالتا ہے۔ کوئی ایک مسجد بناتا ہے تو دوسرا اسکے مقابلہ مین دوسری مسجد (اڑہائی اینٹ کی کیون نہ ہو) تیار کرتا ہے۔ وعلی ہذا القیاس۔

اسکے تمثیلات و نظائر ملک ہند مین پشاور سے لیکر کلکتہ اور بمبئی تک بڑی بڑے شہرون (پشاور۔ لاہور۔ امرتسر۔ جالندہر۔ لودہانہ۔ دہلی۔ لکھنو۔ بنارس آرہ۔ کلکتہ۔ مدراس۔ بمبئی وغیرہ) مین بکثرت موجود ہین جو ہمارے دیکھنے یا سننے مین آرہے ہین۔ مگر چونکہ انکی تفصیل مین خاص خاص اعیان و اشخاص اہل اسلام کا ذکر کرنا پڑتا ہے جس سے انکی اہانت و دل شکنی متصور ہے لہذا ہم اس تفصیل سے قلم کو روکتے ہین اور اس کثرت مرئی یا مسموعی کی نظر سے یہہ دعوی کر سکتے ہین کہ ہمارے ملک ہندوستان وغیرہ اسلامی بلاد مین کوئی قومی یا شخصی دینی یا دنیاوی کام ایسا نہین جس سے تمام اقوام اہل اسلام کو یا کسی خاص قوم کے سب فرقون کو یا کسی خاص فرقہ کے سبھی اشخاص کو ہمدردی ہو۔ اور کوئی اسکا مزاحم و درپے تخریب نہ ہو۔ اور یہہ کہہ سکتے ہین کہ اس وقت مسلمانون مین ایسا کوئی دینی عالم نہین جسکو سبھی مسلمان واجب التعظیم اور لائق اقتدا سمجھتے ہون اور نہ کوئی انکا دنیاوی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ایسا سردار یا رئیس ہے جسکو سبھی اپنا سردار و رئیس خیال کرتے ہون۔ اور نہ (بجز مساجد ثلثہ) انکا کوئی ایسا معبد یا کوئی اور مقدس مشہد ہے جسکو سبھی اپنا معبد و مقدس مشہد مانتے ہون۔ اور نہ کوئی انکا دنیاوی کارخانہ تجارت حرفت و صناعت وغیرہ کا ایسا ہے جسکو سبھی اپنا کارخانہ جانتے اور اُسکی ترقی چاہتے ہون۔

یہی وجہ ہے کہ وہ اپنی دینی ترقی مین بھی بے دست و پا ہین اور دنیاوی ترقی مین بھی بے بس و ناکس ہین۔ نہ پہلی سی مذہبی یا دنیوی حکومت رکہتے ہین نہ پہلی سی تجارت نہ مثل سابق ثروت نہ ویسی امارت۔ انکے اس حال زار پر ایک ہمدرد نے کیا اچھا مرثیہ لکھا ہے جو اشاعۃ السنہ نمبر ۹ جلد ۹ مین منقول ہے از انجملہ دو چار بیت اس مقام مین نقل کیے جاتے ہین وہ یہ ہین

مسلمانون ستو دیکھو تمہاری کیسی حالت ہے	نہ پہلی سی ریاست ہے نہ پہلی سی حکومت ہے
نہ مرکب ہے نہ موکب ہے نہ گھوڑی ہین نہ جوڑی ہین	نہ حشمت ہے نہ نکہت ہے نہ عزت ہے نہ حرمت ہے
تمہارے پاس تہا جو کچھ وہ کھویا عیش عشرت مین	نہ تن پر چیتھڑا باقی ہے اک ننگ ملت ہے
تمہین سب دیکھتے ہین مسخری کہتے ہین جا بجا	تمہارے واسطے ہر گوشہ گویا جائے ذلت ہے
بگاڑا ایک کا ہے ایک کیا تہذیب پہیلی ہے	ہم ایک ایک دشمن ہے اور آپسمین عداوت ہے

اس مضمون مین ہم ان سبھی حضرات خواص کی خدمات مین جو اس تبعض و باہمی عداوت مین مبتلا ہین کچھ عرض کرنے کی جرأت نہین رکہتے اور اُن سبکے باہمی تبعض کو اٹہانے اور اس تبعض کے سبھی بد نتائج کے دور کرنے کی بحکم "ولن یصلح العطار ما افسدہ الدھر" امید یا ہوس نہین کرتے صرف بعض اخص خواص علماء صالحین خصوصًا اپنے عینی اخوان دین اہلحدیث کو (جو قال اللہ و قال الرسول ورد زبان رکہتے ہین اور قرآن و حدیث پر عمل کرنے کے مدعی ہین) اس تبعض و تہاجر اختیار کرنے ہین انکی مذہبی غلطی بتاتے اور یہہ بیان کرنا چاہتے ہین کہ جس قدر اور جس قسم کے تبعض و تہاجر کو وہ دین متین اور سنت سلف صالحین سمجہ بیٹہے ہین

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہین وہ دین نہین ہے - سلف صالحین کی گناہ پر ناخوشی اور ان حضرات کے دستور العمل بغض
مین اسقدر فرق اور بُعد ہے جیسا کہ ترکستان اور مکہ مین ہے - ولہذا بقصد سلوک طریق
سلف صالحین انکا اسقدر بغض وتہاجر اختیار کرنا اس شعر کا مصداق بنتا ہے سہ

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی این راہ کہ تو میروی بترکستانست

بغیہ اس معروض پر عمل ور آمد ہونا - اور اس زمرہ اخص خواص سے بغض اٹھ جانا یا کم
ہوجانا خدا تعالےٰ کے اختیار مین ہے -

پس اولاً ان حضرات اخص خواص کے ان متمسکات کو ذکر کیا جاتا ہے جن سے وہ
باہمی بغض وتہاجر کا دین نہین وسنت سلف صالحین ہونا ثابت کرتے ہین - پھر انکی
غلطی فہم کو جو ان متمسکات سے تمسک کرنے مین اُن سے واقع ہوئی ہے بیان کیا
جائیگا پھر اسکی تائید مین ان آیات واحادیث کو وارد کیا جائیگا جن سے انکے معمولی بغض
وتہاجر کا دین نہ ہونا ثابت ہوتا ہے - ان ارید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی
الا باللہ

وہ حضرات اپنے معمولی بغض وتہاجر پر کئی آیات سے تمسک کرتے ہین کئی احادیث وآثار سے
منجملہ آیات متمسک بہا ان حضرات کے ایک یہ آیت ہے جسمین

ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار (ھود ع ۱۰)	ارشاد ہے کہ ظالمون کیطرف مت جھکو پھر تمھین آگ لگیگی -

وہ خیال کرتے ہین کہ فاسقون ظالمون سے ملنا بیٹھنا انکی طرف جھکنا ہے جسپر آگ
مین جلنے کی وعید ہے دوسری آیت یہ ہے جسمین ارشاد ہے تو (اے نبی) مومنون کو

لا تجد قوماً یؤمنون باللہ والیوم الاخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا آباءھم او ابناءھم ولو اخوانھم او عشیرتھم (مجادلہ ع ۳)	ایسا نہ پائیگا کہ وہ خدا اور رسول کے مخالفون سے دوستی رکھین اگرچہ وہ اونکے باپ ہون خواہ بیٹے یا بھائی یا قبیلہ کے لوگ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وہ خیال کرتے ہین کہ گنہگارون (فاسقون یا کافرون) سے ملنا بیٹھنا انسے محبت کرنا ہے جس پر ایمان نہ رہنے کا ڈر سنایا گیا ہے

تیسری آیۃ یہہ ہے جسمین ارشاد ہے کہ (حضرت) ابراہیم اور انکے ساتھہ والون اہل ایمان

اذ قالوا لقومھم انا برآؤ منکم ومما تعبدون من دون اللہ کفرنا بکم وبدا بیننا وبینکم العداوۃ والبغضاء ابدا حتی تؤمنوا (ممتحنہ ع)

نے اپنی قوم مشرکین سے کہا کہ ہم تم سے اور تمہارے معبودون سے بیزار اور منکر ہین اور ہم مین تم مین ہمیشہ کے لیے جب تک کہ تم ایمان نہ لاؤ دشمنی اور ناخوشی ظاہر ہو چکی ہے۔

چوتھی آیت یہ ہے جسمین ارشاد ہے اے ایمان والو اپنے باپون اور بھائیون سے

یا ایھا الذین امنوا لا تتخذوا آباءکم واخوانکم اولیاء ان استحبوا الکفر علی الایمان ومن یتولھم منکم فاولئک ھم الظلمون۔ (براۃ ع۳)

دوستی نہ رکھو اگر وہ کفر کو ایمان سے عزیز رکھین۔ جو انکو دوست رکھی وہ ظالم ہے۔

اسی قسم کی اور آیات ہین جنسے یہ حضرات تمسک کرتے ہین ان آیات سے بڑھکر کوئی آیت اونکی متمسک بہا نہین ہے۔

اور منجملہ احادیث متمسکہ ان حضرات کے ایک حدیث یہ ہے کہ آنحضرت صلعم

باب ما یجوز من الھجران لمن عصی وقال کعب بن مالک حین تخلف عن النبی صلعم ونھی النبی المسلمین عن کلامنا و ذکر خمسین لیلۃ (صحیح بخاری ص۸۹۷)

نے کعب بن مالک صحابی سے اسکے جنگ تبوک مین پیچھے رہجانے کے سبب گفتگو ترک کردی اور اپنے اصحاب کو بھی اس سے ملنے جلنے کی سخت ممانعت فرمائی

دوسری یہ حدیث ہے کہ حضرت عمار بن یاسر صحابی زعفران آمیز خوشبو ملکر آنحضرت

عن عمار قال قدمت علی اھلی وقد تشققت یدای فخلقونی

کے پاس گئے اور آپ کو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بزعفران فغدوت علی النبی صلعم فسلمت علیہ
فلم یرد علی وقال اذهب فاغسل هذا عنک

عن عائشۃ انه اعتل بعیر لصفیۃ بنت حیی و عند
زینب فضل ظهر فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم لزینب
اعطیها بعیرا فقالت انا اعطی تلک الیهودیۃ فغضب
رسول الله صلعم فهجرها ذا الحجۃ والمحرم و بعض صفر (ابوداؤد ص۲۷۶ ج۲)

سلام کیا تو آپ نے جواب نہ دیا اور
فرمایا کہ جا اوسکو اپنے جسم
سے دہو۔

تیسری یہ حدیث ہے کہ حضرت
زینب نے آنحضرت کے سامنے
حضرت صفیہ کو یہودیہ کہا تو
آنحضرت نے ان سے دو مہینہ سے زائد عرصہ ملنا بولنا چھوڑ دیا

چوتھی یہ حدیث کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کا ایک فضول گنبد

رای رسول الله صلی الله علیه وسلم قبۃ مشرفۃ حتی جاء
صاحبها فسلم علیه فی الناس فاعرض عنه صنع ذلک مرارا حتی
عرف الرجل الغضب والاعراض فشکا الی الصحابۃ فقالوا خرج
فرای قبتک فرجع الی قبته فهدمها حتی سواها بالارض
فخرج رسول الله صلعم فلم یرها فقال ان کل بناء وبال علی
صاحبها الا ما لا بد منه (ابوداؤد ص۳۵۶ ج۲)

بنا ہوا دیکھا تو اوسکے سلام کا جواب
نہ دیا جب اسنے اوسکو گرا کر زمین کے
برابر کر دیا تو آپ نے اس رنج کا
سبب ظاہر کیا اور فرمایا عمارتیں سبھی
وبال ہیں بجز اس عمارت کے جو
لابدی (ضروری) ہو۔

پانچویں یہ حدیث کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب عملوں سے بہتر عمل

قال رسول صلی علیه وسلم افضل الاعمال الحب فی الله
والبغض فی الله (ابوداؤد ص۲۷۶)

خدا کے لیے نیک لوگوں سے محبت
کرنا ہے اور خدا ہی کے لیے
(بدوں سے) بغض رکھنا ہے۔

چھٹی حدیث یہ ہے جسمیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا یہہ ارشاد ہے کہ جو کوئی بری

قال رسول الله صلعم من رای منکرا فلیغیره بیده فان
لم یستطع فبلسانه وان لم یستطع فبقلبه

بات کو دیکھے اوسکو ہاتھ سے مٹا دے
یہ طاقت نہ ہو تو زبان سے یہہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وذالک اضعف الایمان (رواہ مسلم)

طاقت نہو تو دل سے اوسکو برا جانے - اور یہہ ایمان کا اونے درجہ ہے - اور بعض روایات مین ہے کہ اس قلبی انکار کے سوا رائی برابر ایمان نہین رہتا -

اسی قسم کی اور احادیث وہ اپنے خیال کی تائید مین پیش کرتے ہین ان احادیث سے بڑہکر اپنے خیال کے موید وہ کوئی حدیث نہین رکھتے -

اور منجملہ آثار صحابہ وتابعین جنسے وہ لوگ تمسک کرتے ہین ایک حضرت عائشہ صدیقہ کا یہہ فعل ہے (جو صحیح بخاری مین منقول ہے) کہ انہون نے حضرت ابن الزبیر رض سے

ان الزبیر قال فی بیع او عطاء اعطتہ عائشۃ واللہ لتنتہین عائشۃ او لاحجرن علیہا قالت اھو قال ھذا قالوا نعم قالت ھو للہ علی نذر ان لا اکلم ابن الزبیر ابدًا فاستشفع ابن الزبیر حین طالت الھجرۃ الحدیث (صحیح بخاری ص ۸۹۷)

انکے اس کہنے پر کہ مین عائشہ کے بیجا اخراجات کے سبب انکو تصرفات مالی اختیار کو بند کر دونگا" انسے ترک کلامی کی اور اسپر قسم بھی کھائی جبپر ابن الزبیر لوگون کی سفارش لیکر انکے پاس گئے - اور رو کر ملتجی ہوئے تو وہ انسے بولین اور قسم کے بدلہ چالیس غلام آزاد کر کے بھی روتی رہتین -

دوسرا حضرت فاطمہ رض کا یہہ فعل کہ انہون نے صدیق اکبر رض سے آنحضرت صلعم

ان فاطمۃ ارسلت الی ابی بکر تسئلہ میراثہا من رسول اللہ صلعم مما افاء اللہ فقال ابوبکر ان رسول اللہ صلعم قال لا نورث ما ترکنا صدقۃ - فوجدت فاطمۃ علی ابی بکر فھجرتہ فلم تکلمہ حتی توفیت (بخاری ص ۶۰۹)

کے مال سے حصہ وراثت نہ دینے پر ترک کلامی کی - یہانتک کہ اس جہان فانی سے رحلت فرمائی -

تیسرا حضرت ابن عمر رض کا یہہ قول (جو سنن دارمی مین منقول ہے) کہ فلان شخص کو

عن ابن عمر رض انہ جاءہ رجل فقال ان فلانا یقرأ علیک السلام

میرا سلام مت کہو مین سنے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قال بلغني انه قد احدث فلا تقرأ عليه السلام (دارمی ص ۵۹)

سنا ہی کہ اوسنی دین مین نئی بات نکالی ہے۔

عن نافع قال کان لابن عمر صدیق من اهل الشام یکاتبه فکتب الیه ابن عمر انه بلغني انه تکلمت في شئ من القدر فایاك ان تکتب (ابوداؤد ص ۲۸۶ ج ۲)

ایک روایت انسے یہہ بہی ہے کہ انکی ایک شخص ساکن شام سی خط و کتابت تہی اسنے مسئلہ تقدیر مین کچھہ خلاف سنت اعتقاد ظاہر کیا تو آپ نے اسکو مکاتبت سی روک دیا

چوتہا ابو قلابہ تابعی کا یہہ قول کہ اہل ہوا (بدعت) کے پاس مت بیٹھو اور نہ

عن ابی قلابة قال لا تجالسوا اهل الاهواء ولا تجادلوهم فاني لا آمن ان یغمسوکم في ضلالتهم او یلبسوا علیکم ما کنتم تعرفون (دارمی ص ۵۹)

ان سے بحث کرو مجھے خوف ہے کہ وہ تمہین گمراہی مین ڈبو دینگے

پانچوان سعید بن جبیر تابعی کا ایوب کو یہہ کہنا کہ تو طلق بن حبیب کے پاس (جو مرجی

عن ایوب قال رانی سعید بن جبیر جلست الی طلق ابن حبیب فقال الم ارك جلست الی طلق ابن حبیب لا تجالسنه (دارمی ص ۵۱)

ہونے سے متہم تہا) مت بیٹھ۔

اسی قسم کے اقوال و آثار اور تابعین و تبع تابعین احمد بن حنبل وغیرہ کے وہ لوگ اپنی خیال کی تائید مین پیش کرتے ہین جو ان آثار سے بڑھکر نہین ہین۔

یہ ان حضرات کے متمسکات ہین اب اس غلطی کو بیان کیا جاتا ہے جو ان متمسکات سے تمسک کرنے مین ان حضرات سی وقوع مین آئی ہین۔

جو تعیض و تہاجر ان حضرات مین معمول و مروج ہے اسکا یہ حال ہے کہ یہہ حضرات اپنی مسلمان بہائیون سے جو اصول بلکہ اکثر فروع مین انسے متفق ہین اور اعمال و اخلاق مین انکی طرح غالباً شریعت کے پابند صرف بعض امور جزئیہ فرعیہ پر ایسا تعیض کرتے ہین جیسا مخالفین (فی الاصول) کفار یا فساق بدکردار سے اور اس تعیض پر انسے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دائمی اور کلی مہاجرت اختیار کرتے ہین اسکو کسی وقت ظہور اثر و نتیجہ نیک (خوف یا ہدایت مخاطب یا صیانت دیگر اشخاص) تک محدود نہین کرتے - اور معہذا اسکی ایک وصف بد کے سبب اسکی ذات اور شخص کو مطلق بد تصور کرتے ہین اور اسکے بہت سے نیک اوصاف کا لحاظ و پاس نہین کرتے - و بناء علیہ اسکے اچھے کامون کے بھی دشمن ہو جاتے ہین - اور صاف کہتے ہین کہ یہہ کام اچھا ہے و لیکن چونکہ فلان شخص یا جماعت کا فعل ہے لہذا اسکا خلاف ضروری ہے - اور اس شخص یا جماعت سے بغض و علیحدگی واجب ہے - الغرض یہ حضرات جزئی امور پر کلی اور دائمی بغض و تہاجر اختیار کرتے ہین اور اس قسم کا بغض و تہاجر آیات و احادیث و آثار متمسک بہا ان حضرات سے ہرگز ثابت نہین ہوتا - ان حضرات نے آیات و اخبار منقولہ بالا کو اپنے معمولی بغض و تہاجر کے دلائل سمجھنے مین سراسر غلطی کی ہے

(تمسک آیات مین انکی غلطی کا بیان)

پہلی آیت مین ظالمون کے ظلم و کفر وغیرہ اعمال بد کیطرف جھک جانے سے ممانعت مراد ہے چنانچہ ابو العالیہ اور سدی اور عکرمہ وغیرہ مفسرین سے بغوی وغیرہ نے نقل کیا ہے نہ انکی ذات و اشخاص کی طرف جھکنے اور انسے ملنے جلنے سے ممانعت یہ مراد ہوتی تو

> قال ابو العالیہ لا ترضوا باعمالھم قال السدی لا تداھنوا الظلمۃ و عن عکرمۃ لا تطیعوھم (یعنی فی المظالم) (معالم التنزیل بزیادۃ التفسیر)

یہ وہ لوگ کسی برا کام کرنے والے سے اس غرض کو پیش نظر رکھکر اور اس حد تک بغض و تہاجرت نہین کرتے کہ وہ ڈر سے اس کام کو چھوڑ دے یا اوسکو ہدایت ہو جائے یا اور لوگ اسکی پیروی سے بچ جائین جیسا کہ سلف صالحین نے بعض اہل معاصی سے کیا ہے یہ لوگ اس سے ذاتی بغض اختیار کرتے ہین - پھر اوسکو موروثی بنا لیتے ہین اور اوسکے نتائج کا بالکل خیال نہین کرتے - اسکی تفصیل جواب تمسک احادیث و آثار مین بخوبی ہوگی انشاء اللہ تعالے -

© rasailojaraid.com

تو آنحضرت صلعم کسی کافر کیطرف نہ جھکتے اور نہ کسی کافر و ظالم سے ملتے حالانکہ صلح خواہ

وان جنحوا للسلم فاجنح لہا وتوکل
علی اللہ انہ ہو السمیع العلیم (انفال ع)

کفار کیطرف صلح کے لیے جھکنے کا خود خدا تعالے
نے آپکو ارشاد کیا ہے۔ اور سفیرون وغیرہ
کافرون سے جو آپ کے دشمن اور جنگ جو تھے) آپ کا نہ صرف معمولی طور پر بلکہ اعزاز
واکرام کے ساتھہ میل جول رہا اور اس اکرام کا آپ نے آخری وقت عمر مین اپنے خلفا کو بھی
حکم دیا ہے۔ یہہ حکم خدا و رسول بمقام تائید مین بتفصیل منقول ہوگا۔
دوسری اور تیسری آیت مین بھی ہر ایک کافر یا گنہگار سے صرف اسکے کفر یا گناہ
کے سبب ذاتی دشمنی اور ترک دوستی کا حکم نہین ہے۔ بلکہ خاص کر ان کافرون سے جو
مسلمانون کو مذہب کے سبب تکلیف پہنچاوین اس تکلیف رسانی کی نظر سے دشمنی اور ترک دوستی
کا حکم ہے جو اور کافرون اور غیر حالت ایذا رسانی کیطرف ہرگز متعدی نہین ہو سکتا اس
تخصیص پر ان آیات کا مورد و نزول اور انکا ماقبل و مابعد شاہد ہے اور قرآن کی اور بہت
آیات مویدہین
دوسری آیت کی تفسیر مین معالم التنزیل مین لکھا ہے کہ وہ حاطب ابن ابی بلتعہ کے حق

قیل نزلت فی حاطب بن ابی بلتعہ حین کتب
الی اہل مکۃ وسیاتی فی سورۃ الممتحنۃ
ان شاء اللہ عزوجل وروی مقاتل بن
حیان عن مرۃ الہمدانی عن عبد اللہ بن مسعود
فی ہذہ الآیہ قال ولو کانوا آباءہم یعنی
اباعبیدۃ بن الجراح قتل اباہ عبد اللہ بن الجراح
یوم احد وابناءہم یعنی ابابکر دعا ابنہ یوم بدر
الی البراز وقال یارسول دعنی اکن

مین نازل ہوئی جبکہ اوسنے اہل مکہ (آنحضرت
سے جنگ کرنے والون) کے پاس
ایک خط کے ذریعہ سے آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کی مخبری کی۔ اور عبد اللہ بن مسعود
سے نقل کیا ہے کہ اس آیت مین باپ کر
ابوعبیدہ کے باپ کیطرف اشارہ ہے
جسکو انہون نے احد کی لڑائی مین مارا۔
اور بیٹے سے حضرت صدیق اکبر کے بیٹے کی

© rasailojaraid.com

فی الرعلۃ الاولی فقال لہ رسول اللہ صلعم
متعنا بنفسک یا ابا بکر واخوانھم یعنی
مصعب بن عمیر قتل اخاہ عبید بن عمیر
یوم احد وعشیرتہم یعنی عمر قتل خالہ
العاص بن ہشام بن المغیرۃ یوم بدر وعلیا
وحمزۃ وعبیدۃ قتلوا یوم بدر عتبۃ وشیبۃ
ابنی ربیعۃ والولید بن عتبۃ (معالم صفحہ ۴۸۹)

طرف اشارہ ہے جس سے اونہون بدر
کی لڑائی مین مقابلہ کرنا چاہا - اور بھائی
سے مصعب بن عمیر کا بھائی مراد ہے جسکو
انہون نے احد کی لڑائی مین مارا - اور
قبیلہ سے عمرو علی وحمزہ وعبیدہ کے قرابتی
عاص بن ہشام عتبہ شیبہ اور ولید مراد ہین
جنکو ان حضرات نے بدر کے دن مارا -

اور تیسری آیت کے پہلے سورہ ممتحنہ کے شروع مین خداتعالے نے فرمایا ہے ای ایمان والو

یا ایہا الذین امنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم
اولیاء تلقون الیہم بالمودۃ وقد کفروا
بما جاءکم من الحق یخرجون الرسول و
ایاکم ان تؤمنوا باللہ ربکم ان کنتم خرجتم
جہادا فی سبیلی وابتغاء مرضاتی تسرون
الیہم بالمودۃ وانا اعلم بما اخفیتم وما
اعلنتم ومن یفعلہ منکم فقد ضل سواء
السبیل ان یثقفوکم یکونوا لکم اعداء
ویبسطوا الیکم ایدیہم والسنتہم بالسوء
وودوا لو تکفرون لن تنفعکم ارحامکم ولا
اولادکم یوم القیمۃ یفصل بینکم
واللہ بما تعملون بصیر
(ممتحنہ ۱)

میرے اور اپنے دشمنون کو دوست بناؤ کہ
انکو دوستی کے پیام بھیجو - وہ اس حق
سے جو تمکو آیا ہے منکر ہو چکے ہین وہ
نکالتے ہین رسول کو اور تمکو صرف اسلئے
کہ تم خدا پر جو تمہارا رب ہے ایمان لائے
ہو - اگر تم خدا کے راہ مین ان ظالمون سے
لڑنے اور میری خوشی چاہنے کو نکلے ہو
تم انکو چھپے پیام بھیجتے ہو اور مجھے خوب معلوم
ہے جو تم نے چھپایا اور جو ظاہر کیا جو کوئی تم
مین سے ایسا کرے وہ بھولا سیدھی
راہ - وہ تمکو پاوین تو تمہاری دشمن ہو جاوین
اور تمپر ہاتھ پھیلاوین اور برائی سے
زبانین چلاوین - اور یہہ چاہین کہ تم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کسی طرح کافر ہو جاؤ۔ تمہارا رحم اور تمہارے اولاد قیامت کے دن تمہاری کسی کام نہ آئینگے ۔ جو تم کرتے ہو خدا دیکھتا ہے۔

اس ارشاد کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کا وہ قول جسکا دوسری آیت

قد کانت لکم اسوۃ حسنۃ فی ابراھیم و الذین معہ اذ قالوا لقومھم انا برآء منکم و مما تعبدون من دون اللہ کفرنا بکم و بدا بیننا و بینکم العداوۃ والبغضاء ابدا حتی تؤمنوا باللہ وحدہ ممتحنہ ع۱

مین بیان ہے) نقل کیا اور فرمایا تمکو ابراہیم اور اسکے ساتھ والون کی اچھی چال چلنی چاہیے جب انہون نے اپنی قوم سے کہا کہ ہم تم سے اور تمہارے جبودون سے بیزار ہین ہم تمہارے منکر ہوئے ۔ اور ہم مین تم مین دشمنی اور ناخوشی ہمیشہ کے لیئے جب تک تم اکیلے خدا پر ایمان نہ لاؤ ظاہر ہو چکی۔

اسکے بعد خدا تعالے نے اس امت کو فرمایا ہے تمکو خدا ان کافرون سے

لا ینھٰکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروھم وتقسطوا الیھم ان اللہ یحب المقسطین ۔ انما ینھٰکم اللہ عن الذین قاتلوکم فی الدین واخرجوکم من دیارکم وظاھروا علی اخراجکم ان تولوھم ومن یتولھم فاولٰئک ھم الظلمون (ممتحنہ ع۲)

جو تم سے دین پر نہین لڑے اور نہ انہون نے تمکو گہرون سے نکالا بھلائی کرنے اور انصاف سے سلوک کرنے سے نہین روکتا۔ وہ تو انہی کافرون سے دوستی کرنے سے روکتا ہے جو تم سے دین پر لڑے ہین اور تم کو گہرون سے نکال چکے ہین اور تمہارے نکالنے پر تمہارے دشمنون کے مددگار بنے ہین جو ان سے دوستی کرین گے وہی ظالم ہین۔

صحیح بخاری اور معالم التنزیل وغیرہ کتب تفسیر مین سورہ ممتحنہ کی پہلی

عن عبید اللہ ابن ابی رافع کاتب علی یقول سمعت علیا یقول بعثنی رسول اللہ صلعم

آیت کا مورد نزول یہہ قصہ بیان کیا ہے کہ حاطب بن ابی بلتعہ (صحابی) نے آنحضرت کی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

انا والزبير والمقداد فقال انطلقوا حتى تاتوا
روضة خاخ فان بها ظعينة معها كتاب
فخذوه منها فذهبنا تعادى بنا خيلنا حتى
اتينا الروضة فاذا نحن بالظعينة فقلنا
اخرجي الكتاب قالت ما معي من كتاب فقلنا
لتخرجن الكتاب او لنلقين الثياب فاخرجته
من عقاصها فاتينا به النبي صلعم فاذا فيه
من حاطب بن ابي بلتعة الى ناس من المشركين
من بمكة يخبرهم ببعض امر النبي صلى الله عليه وسلم
فقال النبي صلعم ما هذا يا حاطب قال لا تعجل علي
يا رسول الله اني كنت امرأ من قريش ولم اكن
من انفسهم وكان من معك من المهاجرين
لهم قرابات يحمون بها اهليهم واموالهم
بمكة فاحببت اذ فاتني من النسب فيهم ان
اصطنع اليهم يدا يحمون قرابتي وما
فعلت ذلك كفرا ولا ارتدادا عن ديني
فقال النبي صلى الله عليه وسلم انه قد صدقكم
فقال عمر دعني يا رسول الله فاضرب عنقه
فقال انه شهد بدرا وما يدريك لعل الله
اطلع على اهل بدر فقال اعملوا ما شئتم
فقد غفرت لكم قال عمرو ونزلت فيه

فتح مکہ کے لیے تیاری کی بعض حالات ایک خط
مین لکھکر ایک عورت (سارہ نامی) کی معرفت
اہل مکہ کیطرف روانہ کیئے اور آنحضرت صلعم نے
وحی سے اس حال پر مطلع ہوکر حضرت علی ؓ
وغیرہ کو اس عورت کے پیچھے دوڑایا اور یہہ فرمایا
کہ روضہ خاخ (مقام) مین تمکو ایک عورت محمل
مین سوار ملیگی اس سے وہ خط لے لو۔ حضرت
علی وغیرہ گھوڑے دوڑاتے ہوے گئی اور اسی
مقام مین پہنچے تو وہان اس عورت کو پایا اور
اس سے کہا خط جو تیرے پاس ہے نکال دے
ورنہ ہم تجھے برہنہ کرکے تیری تلاشی لینگے
اسنے پہلے انکار کیا آخر تلاشی کے خوف سے
سر کے بالون مین سے وہ خط نکالدیا وہ حضرت
کے سامنے پیش ہوا تو اسمین وہ مضمون نکلا
آنحضرت نے حاطب سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ یہہ
کیا ہے۔ اس نے عرض کیا یا رسول مینے یہہ کام
کافر اور مرتد ہوکر نہین کیا صرف اس غرض دنیاوی
کے لیے کیا ہے کہ اہل مکہ پر بہی ایک احسان ہو
اور اس احسان کے سبب وہ میرے مال وعیال کی
مکہ مین خبرگیری کرین۔ اور عرض کیا کہ آپکے
اور مہاجرین ساتہیون کے مکہ مین قرابتی ہین

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یا یہا الذین امنوا لا تتخذوا عدوی و عدوکم اولیاء الخ (بخاری صـ۳۶ـ۷)
(ومثلہ فی المعالم صـ۹۸ـ)

جو انکے اموال و عیال کو وہان سنبھال رہی ہین
میرا قرابتی مکہ مین کوئی نہ تہا جو میرے مال عیال
کو سنبھالتا مین نے اپنی عیال و مال کی حفاظت
کے لیے انپر یہہ احسان کرنا چاہا اسپر یہہ آیت اُتری کہ میری دشمنون کو دوست نہ بناؤ الخ
اور صحیح بخاری و معالم التنزیل وغیرہ مین اخیر آیۃ کی تفسیر مین لکہا ہے

قال عبد اللہ بن الزبیر نزلت فی اسماء
بنت ابی بکر وذلک ان امہا قتیلۃ بنت
عبد العزی قدمت علیہا المدینۃ بہدایا
ضبابا واقطا وسمنا وھی مشرکۃ فقالت
اسماء لا اقبل منک ھدیۃ ولا تدخلی
علی بیتی حتی استاذن رسول اللہ صلعم
فسالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فانزل اللہ
ھذہ الایۃ فامرھا رسول اللہ صلعم ان تدخلہا
منزلہا وتقبل ھدیتہا وتکرمہا وتحسن الیہا
(معالم صـ۹ـ) (ومثلہ فی صحیح البخاری صـ۳۵۷ـ و صـ۱۵۴ـ)

کہ یہ آیت اسماء بنت ابی بکر کے حق مین اتری تہی
ہے - انکی والدہ قتیلہ بنت عبد العزی
مدینہ مین انکے پاس ہدیہ (پنیر گہی اور گہیہ)
لیکر آئی اور وہ اسوقت مشرکہ تہی تو حضرت
اسماء نے کہا کہ مین تیرے ہدیہ کو نہین قبول
کرتی - اور تو میرے گہر مین داخل نہو جب تک
کہ مین آنحضرت صلعم سے پوچہہ نہ لون اسپر
یہ آیت اتری - اور آنحضرت نے انکو اجازت
دی کہ وہ اسکا ہدیہ قبول کرین اور اوسکی عزت
کرین اور اسکے ساتہہ احسان پیش آوین -

ان آیات کے سیاق و سباق و شان نزول سے صاف ثابت ہے کہ ان آیات مین
ہر ایک کافر و گنہگار سے ذاتی دشمنی اور ترک دوستی کا حکم نہین ہے بلکہ خاص کران ہی
لوگون سے جو مسلمانون کو دین کے سبب ستاوین اس ایذارسانی کی نظر سے دشمنی کا حکم ہے
ایسا ہی چوتہی آیۃ مین ہر ایک کافر باپ یا بہائی سے صرف کفر کے سبب ترک
دوستی کا حکم نہین ہے - بلکہ خاص کر اس باپ یا بہائی سے دوستی کی ممانعت ہے
جو دین کی سد راہ ہون اور اس ممنوع دوستی سے یہہ مراد ہے کہ انکی خاطر دین چہوڑ دین

© rasailojaraid.com

معالم وغیرہ تفاسیر مین ابن عباس سے نقل کیا ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مدینہ کیطرف ہجرت کرنیکا حکم ہوا تو بعض لوگون کو انکے گھر والے اور بچے لپٹ گئے اور خدا کا نام لیکر کہنے لگے کہ ہجرت اختیار کر کے ہمکو برباد نہ کرو اس سے اونکے دل نرم ہو گئے اور وہ ہجرت چھوڑ بیٹھے ۔ اور مقاتل تابعی سے نقل کیا ہے کہ یہ آیتین ان اشخاص کے حق مین نازل ہوئین ہین جو اسلام چھوڑ بیٹھے ۔ اور مکہ مین چلے گئے تھے ۔ انکو خدا نے فرمایا ہے اپنے باپون اور بھائیون کو اپنا دوست نہ بناؤ اور انکو پاس رہنے کو ہجرت سے مقدم نہ سمجھو ٭

عن ابن عباس قال لما امر النبی صلعم الناس بالھجرۃ الی المدینۃ فمنھم من یتعلق بہ اھلہ وولدہ یقولون ننشدک باللہ ان تضیعنا فیرق لھم فیقیم علیھم ویدع الھجرۃ فانزل اللہ عزوجل ھذہ الایۃ فقال مقاتل نزلت فی التسعۃ الذین ارتدوا عن الاسلام ولحقوا بمکۃ فنھی اللہ عن ولایتھم فانزل اللہ یایھا الذین امنوا لا تتخذوا اباکم واخوانکم اولیاء بطانۃ واصدقاء فتفشون الیھم اسرارکم وتؤثرون المقام معھم علی الھجرۃ (معالم صفحہ ۳۰۳)

ایسا ہی اور آیات قرآن مین جنمین کفار کے موالات و دوستی سے ممانعت وارد ہے

جیسے آیت ۔ لا یتخذ المؤمنون الکافرین اولیاء من دون المؤمنین (آل عمران ع ۳)

اور آیت ۔ یایھا الذین امنوا لا تتخذوا الیھود والنصاری اولیاء (مائدہ ع ۸)

" لا تتخذوا بطانۃ من دونکم لا یالونکم خبالا ودوا ماعنتم (آل عمران ع ۱۲)

" المؤمنون والمؤمنت بعضھم اولیاء بعض (توبہ ع ۹)

پہلی آیت کی تفسیر مین عامہ مفسرین نے اسی دوستی کا کفر یا ممنوع ہونا بیان کیا ہے جو دین کفر کی نظر سے ہو یا اس سے دین اسلام کو نقصان پہونچے ۔ چنانچہ بعض مفسرز اسکا مورد نزول حاطب بن ابی بلتعہ اور اوسکی دوستی کو (جسکا بیان اوپر ہو چکا ہے) ٹھہرایا ہے بعض نے ابولبابہ بن عبد المنذر اور اس کے اس فعل کو کہ دوستی آنحضرت کا بھید بتا دو

خاص خاص سببون سے اور خاص خاص حالتون مین ایسی دوستی جس سے دین اسلام
یا مسلمانون کو نقصان پہونچے ترک کرنیکا حکم ہے نہ مطلقاً و بہر حال۔ یہہ مضمون کسی آیت

آپ کے دشمنون (یہود بنی قریظہ) کو بتایا یا تہا جب وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کا وکیل ہوکر انکے پاس گیا تہا۔ بعض نے یہودیون کی اس جماعت
کو جو مسلمانون کے بہکانے کو آئے ہے۔ وعلے ہذا القیاس۔

دیکہو معالم صفحہ ۳۳۰
وتفسیر کبیر وغیرہ صفحہ ۶۴۴

تفسیر کبیر مین بعض ان اقوال کو نقل کرنے کے بعد لکھا ہے۔ مسلمان کا کافرون سے

واعلم ان كون المومن مواليا للكافر
يحتمل ثلاثة اوجه احدها ان يكون راضيا
بكفره ويتولاه لاجله وهذا ممنوع منه
لان كل من فعل ذلك كان مصوبا
له فى ذلك الدين وتصويب الكفر
كفر والرضاء بالكفر كفر فيستحيل
ان يبقى مومنا مع كونه بهذه الصفة
وثانيها المعاشرة الجميلة فى الدنيا
بحسب الظاهر وذلك غير ممنوع منه
والقسم الثالث وهو كالمتوسط
بين القسمين الاولين هو ان موالاة
الكفار بمعنى الركون اليهم والمعونة
والمظاهرة والنصرة اما بسبب القرابة
او بسبب المحبة مع اعتقاد ان دينه باطل
فهذا لا يوجب الكفر الا انه منهى عنه

دوستی کرنا تین قسم ہوسکتا ہے اول یہ
کہ وہ اونکے دین (کفر) پر راضی ہو اور
اس کفر کے سبب انکو دوست رکہے یہہ دوستی
کفر ہے کیونکہ اسمین کفر کو پسند کرنا اور اسپر
راضی ہونا پایا جاتا ہے جو کفر ہے
قسم دوم یہ کہ کافر سے صرف بظاہر حسن
معاشرت (یعنے خوش خلقی) سے
پیش آئے یعنے دل سے اوسکی کفر کو
برا سمجہے یہہ دوستی ممنوع نہین (چہ
جائے کہ کفر ہو)۔
قسم سوم گویا ان دونو قسم کے بیچا
بیچ مین ہے اور وہ یہہ ہے کہ کافرون کے دین کو
برا سمجہے پر قرابت وغیرہ دنیاوی نظر
سے انکا مددگار رہے ۔ اور مسلمانون
کے مقابلہ مین انکو مدد دے (جیسے

© rasailojaraid.com

کسی آیۃ قرآنی سے ثابت نہین ہوتا کہ ہر ایک کافر سے (خواہ وہ کیسا ہی بے شر بے ضرر اور مسلمانونکا محسن یا قرابتی ہو) کسی قسم کی دوستی (بمقتضاء گو دنیاوی جہت قرابت وغیرہ یا کسی اور مصلحت سے ہو اور دین اسلام یا اہل اسلام کو اس سے کوئی نقصان نہ پہونچے) جائز نہین۔ اور اس سے مہاجرت اور عداوت واجب ہے۔

اور جب ان آیات قرآنیہ سے ہر ایک کافر سے بہر حال اور بہر صورت میل جول ترک کرنے اور اسنے دائمی اور کلی دشمنی رکھنے کا حکم نہ نکلا تو پہر ان آیات سے گنہگار مسلمانون سے مہاجرت کرنی اور انسے دائمی اور کلی دشمنی رکھنے کا حکم نکالنا غلطی نہین تو کیا ہے؟

کفر یا شرک ایسی بری وصف ہے کہ اسکے ہوتے کافر یا مشرک کے صدہا بلکہ ہزارہا اوصاف حمیدہ (روشن خلقی رحم دلی صلہ رحمی وغیرہ) احکام آخرت مین کان لم تکن ہین۔ اور یہ امر نص قرآنی منقولہ حاشیہ سے ثابت و مسلم ہے

وقدمنا الی ما عملوا من عمل فجعلناه هباءً منثورا (سورۂ ع)

وبہذا خدا تعالی نے دنیاوی احکام مین ان اوصاف کفار کو کان لم تکن نہین ٹھہرایا اور بلحاظ ان اوصاف کے ان کافرون سے دوستی (جیسی کہ حاطب بن ابی بلتعہ سے واقع ہوا) یہہ دوستی کفر نہین یہہ ممنوع ہے کیونکہ اس دوستی کا انجام شاید یہہ ہو کہ وہ انکے دین کو بھی اچھا سمجھنے لگ جائے اور اپنے دین اسلام سے خارج ہو۔ اسیواسطے خدا تعالی نے اس قسم کی دوستی سے بھی منع کر دیا اور (اس پہلی آیت مین) صاف فرما دیا کہ جو ایسی ایسی دوستی کریگا وہ خدا کا کوئی نہین ہے۔

لان الموالاة بهذا المعنی قد تجر الی استحسان طریقته والرضا بدینه وذلك یخرجه عن الاسلام فلا جرم هدد الله تعالی فیه فقال ومن یفعل ذلك فلیس من الله فی شیء (تفسیر کبیر ص ۴۲۵ جلد ۳)

یہہ کلام امام الاسلام کا ہمارے بیان کا پورا مؤید ہے اور صاف ظاہر ہے کہ کفار کی وہی دوستی کفر یا حرام ہے جو انکے دین کی نظر سے ہو یا اس سے دین اسلام اور مسلمانون کو نقصان پہونچے نہ مطلق دوستی۔

* وفئے کالعدم یا جیسے نہوئی

جنمین وہ اوصاف ہیون حسن سلوک اور میل جول کا حکم دیا ہے - تو پہر کیا اسلام یا توحید وغیرہ حسنات و اوصاف حمیدہ اہل اسلام کا اوصاف حمیدہ کفار کے برابر بہی رتبہ نہیں کہ ان اوصاف اہل اسلام کا دنیاوی احکام مین لحاظ نہ کرین - اور مسلمانون سے بہ نظر انکے اسلام یا توحید یا کسی وصف محمود کے حسن اخلاق سے پیش نہ آوین اور انسے میل جول نہ رکہین - یہہ تو کمال بے انصافی ہے جس مین کفر کی اسلام پر ترجیح اور کافرون کی مسلمانون سے احکام دنیوی مین تفضیل پائی جاتی ہے -

ہمارے اخوان دین خصوصاً ہمارے عینی بہائی [illegible] منبرون پر بیٹہکر ان آیات کو مسلمانون پر لگاتے اور ان آیات کی [illegible] انکو باہمی بغض و تہاجر کا سبق پڑہاتے ہین اس [illegible] سے خیال مین لائین اور مسلمانون کو کافرون سے نیچے نہ گرائین [illegible] اور اس بے انصافی یا غلطی سے باز آئین -

* ہمارے عینی اخوان اہلحدیث اکثر منبرون پر بیٹہکر یہ آیات پڑہتے اور بدست آوردن آیات کے اپنے اتباع کو اپنے علاتی بہائیون مقلدین سے (جنکو وہ بدعتی کہتے ہین جیسے کہ وہ انکو وہابی) تفرقہ (علیحدگی) کی وصیت کرتے ہین ایک دفعہ مظفر پور ترہت مین جمعہ کے خطبہ مین اس خاکسار نے سورۂ حجرات کا وعظ کیا - اور اپنے عینی و علاتی بہائیون کو فروعی اختلاف سے نظر اٹہا کر منظر امور اتفاقیہ باہمی اتفاق و ارتباط کا شوق دلایا تو جمعہ کے بعد ایک مولوی صاحب (جو مجھ سے دلی محبت و حسن ظنی رکہتے ہیں اور مین انسے) منبر پر رونق افروز ہوئے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا وہ قول (جو تیسری آیت مین منقول ہوا ہے) پڑہکر اس امر کے مثبت و مظہر ہوئے کہ جو تفرقہ اسوقت اہلحدیث و اہل تقلید مین برپا ہے یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہی ہے مین امید کرتا ہون کہ وہ دوست ہمارے اس مضمون کو پڑہکر اپنے اس بیان کو واپسی اور رجوع کا لائق سمجہینگے - اور اس تفرقہ مرسومہ کو سنت ابراہیمی ہرگز خیال نہ کرینگے بلکہ اس تفرقہ کی نظیر سمجہینگے جو اہل کتاب مین ہے اور اس سے یہہ آیات مانع ہین (واعتصموا بحبل اللہ جمیعا و لا تفرقوا ولا تکونوا کالذین تفرقوا واختلفوا من بعد ما جاءتہم البینت" وغیرہ وغیرہ -

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(تمسک احادیث و آثار مین ان حضرات کی غلطی کا بیان)

احادیث و آثار سے تمسک کرنے مین ان حضرات نے یہہ غلطی کی ہے کہ ایک جانب کی احادیث و آثار کو جنمین غضب تشدد پایا جاتا ہے) لے لیا اور دوسری جانب کی احادیث و آثار کو جنمین تخفیف و ترحم پایا جاتا ہے اور وہ بہ نسبت احادیث و آثار غضب و تشدد شمار مین زیادہ ہین پس پشت ڈالدیا۔ اور طرفہ یہہ ہے کہ ایک حدیث کے نصف حصہ کو لے لیا اور نصف باقی سے آنکھ کو بند کر لیا (جسکی نظر سے انکا حال اس مصرع کا مصداق ہو رہا ہے ع حفظت شیئا و غابت عنک اشیاء و معہذا آنحضرت و صحابہ و تابعین کی نیت و اغراض اور انکے تہاجر کے نتائج کا اپنی بدنیت اور نفسانی اغراض اور مفاسد انگیز نتائج پر قیاس کیا۔ اور یہہ گمان کر لیا کہ جس بدنیت اور غرض فاسد سے ہم اہل اسلام سے بغض و تہاجر اختیار کرتے ہین اسی غرض سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم و صحابہ و تابعین رض کیا کرتے تھے اور جو نتائج بد ہمارے بغض و تہاجر سے پیدا ہوتی ہین وہی ان حضرات کے تہاجر کے نتائج تھے۔ غلط قیاس و گمان کی نظر سے یہہ حضرات اس بیت کے مخاطب و مصداق ہین

بیت

کار پاکان را قیاس از خود مگیر گرچہ آید در نوشتن شیر شیر

احادیث و آثار متضمن تخفیف و ترحم کو جن سے ان حضرات نے چشم پوشی کر رکھی ہے ہم اپنے بیان کی تائید کے مقام مین گزینگے

اس مقام مین آنحضرت صلعم اور صحابہ و تابعین رض کی نیات و اغراض اور اُنکے خشم و تہاجر کے نتائج مین اور ان حضرات کے بغض کے اغراض و نتائج مین فرق بیان کرتے ہین جس سے ان حضرات کے قیاس کی غلطی ثابت ہو۔

آنحضرت صلعم نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے اس خیال سے مہاجرت (ترک کلامی)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نہ کی تھی کہ وہ جرم تخلف (لڑائی تبوک* سے پیچھے رہجانے) کے سبب ایسا لائق بغض ہے کہ اس سے کلام کرنا جائز نہیں رہا اور اس جرم کے مقابلہ مین اسکا کوئی عمل صالح (ایمان اسلام۔ نماز روزہ اوراس سے پہلے مشاہد مین آنحضرت صلعم کے ساتھہ ہونا اور مدد دینا) اس لائق نہین رہا کہ اس عمل کی نظر سے اس سے محبت کلام وسلام جائز ہو (جیسا

* تبوک ایک مقام کا نام ہے۔جو شام کے جانب دمشق اور مدینہ کے مابین واقع ہے۔ تبوک

باب غزوه تبوك وهي غزوة العسرة وكانت اخر غزواته صلعم وكانت في شهر رجب سنة تسع قبل حجة الوداع ××× وكان السبب في ذلك ما ذكره ابن سعد في طبقاته وغيره ان المسلمين بلغهم من الانباط الذين يقدمون بالزيت من الشام الى المدينة ان الروم جمعت جموعا واجلبت معهم لخم وجذام وغيرهم من متنصرة العرب فندب النبي صلعم الناس الى الخروج واعلمهم بجهة غزوهم (قسطلانی صـ۳۰۵ ج ۶)

قال الحلبي بلغ رسول الله صلعم ان الروم قد جمعت جموعا كثيرا بالشام وانهم قد موا مقدماتهم الى البلقا المحل المعروف الى وذكر بعضهم ان سبب ذلك ان متنصرة العرب كتبت لهرقل

کی لڑائی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پولیٹکل (ملکی) اور دفینو (جوابی یا بالمقابلہ) لڑائیون مین سے آخری لڑائی ہے سنہ ۹ھ مین یہہ واقع ہوئی جبکہ آنحضرت صلعم کو تجار شام کے ذریعہ سے یہہ خبر پہونچی تہے کہ قیصر روم (ہرقل) وغیرہ سالطین نے چالیس ہزار کی جمعیت کی ساتھہ مدینہ پر حملہ کرنیکا ارادہ مصمم کیا ہے اور بنی لخم وجذام وغیرہ عرب کے عیسائیون نے بھی انکے ساتھہ اتفاق کر لیا ہے۔ اسوقت مدینہ اور اوسکے اطراف مین آب ودانہ کا ایسا قحط پڑا ہوا تہا کہ بعض لوگ اونٹ بکریون سے گوبر نکال کر اسکا پانی نچوڑ کر پیتے اور لید مین سے اناج نکالکر کہاتے۔ اس ناچاری وناداری کی حالت مین آنحضرت صلعم اور انکے جان نثار صحاب کو ڈیفنس (مدافعت) کے لیے نکلنا پڑا۔جب آپ مقام تبوک تک پہونچے تو تمام ملک شام پر آپکا رعب چہا گیا

© rasailojaraid.com

(کہ اسوقت ایک گناہ کے مرتکب مسلمان کی نسبت خیال کیا جاتا ہے) اور نہ اس ترک کلامی سے آنحضرت صلعم کا یہہ مقصود تہا کہ اسکو دائرہ اسلام سے خارج کیا جائے اور اس سے کبھی کوئی مسلمان نہ بولے نہ ہے۔ اور (معاذ اللہ) جہنم سے ورے اسکو کہین جگہہ نہ ملے (چنانچہ اسوقت کے اہل مہاجرت ایک دوسرے کی مہاجرت سے یہی مقصود پیش نظر رکہتے ہین) بلکہ آنحضرت صلعم کی یہہ **ترک کلامی** عین **محبت** اور خیر خواہی پر مبنی **تھی** اور اس سے **غرض** صرف کعب بن مالک اور دوسرون لوگون کی (جو ایسے نازک وقت مین ایسی ناہمدردی کا قصد کرین) آیندہ کے لیے **ہدایت** و**نصیحت** اور اس ترک کلامی کے ساتھہ آنحضرت صلعم اور اُن اصحاب نبوی کے (جنہون نے حضرت کعب سے ترک کلامی کی تھی) دلون مین کعب بن مالک کی (اسکے اسلام۔ ایمان نصرت اسلامی وغیرہ حسنات و سوابق اسلامی کی نظر سے) ویسی ہی محبت تھی جیسے کہ انکے اور ہم رتبہ اصحاب و احباب سے تھی اور اس **جرم** تخلف کے **سبب** **کوئی** انکو **کافر** نہ جانتا اور نہ انھی کا فرون کی سے

ان ھذا الرجل الذی خرج یدعی النبوۃ
ھلک واصابت اصحابہ سنون اھلکت
اموالھم فبعث رجالا من عظامھم وجمع
معہ اربعین الفا (ھامتن بخاری صفحہ ۹۳۳)

لہذا بہت سے مخالفون نے جزیہ (ٹکس) وغیرہ دینا قبول کیا اور جس نے مقابلہ کیا وہ بھی شکست کھا کر تابع ہو گیا اور آپ نے فتحیاب ہوکر مدینہ کیطرف رجوع فرمایا۔ اسکی تفصیل کتب حدیث مین موجود ہے۔ اور

اسکا خلاصہ ہم نے اندنون ایک رسالہ نظم فارسی "قصیدہ عظمیٰ" نامی مین دیکہا ہے جو ایک مشہور فاضل مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ متوفی سنہ ۱۲۳۳ ہجری کی تالیف ہے۔ اس رسالہ مین فاضل مرحوم نے آنحضرت کی تمغیسو لڑائیون اور ذاتی حالات بابرکات کو اس فصاحت سے بیان کیا ہے کہ اوسکی قدر وہی لوگ کر سکتے ہین جو اس فن کا مذاق رکہتے ہین۔ وہ رسالہ اندنون چہہ جز کے حجم مین دہلی مطبع انصاری مین چہاپا ہے اور دہلی جنبش خان کے پہاٹک کے پتہ سے بقیمت ۴ر (جو درحقیقت اسکی ایک بیت کی بہی قیمت نہین ہے) مولوی لطف حسین صاحب عباسی سے ملسکتا ہے۔

© rasailojaraid.com

ذاتی دشمنی رکھنا (جیسا کہ اسوقت کا معمول ہے) اور اس ترک کلامی کا عرصہ پچاس
شب تک طول پکڑنا اسلیے تھا کہ ایسے نازک وقت مین (جبکہ قیصر روم وغیرہ شیاطین
نے اسلام کی بیخ کنی کا ارادہ کرلیا تھا) ایسے مغز اہل اسلام کا نصرت اسلام سے پہلو تہی
کرنا نہ صرف ایک معمولی جرم تھا بلکہ ایک ایسا سخت و سنگین جرم تھا جسکا فیصلہ بجز شہنشاہ
حقیقی جل و علے کسی کے اختیار مین نہ تھا لہذا آنحضرت صلعم اس مقدمہ مین حکم عدالت الٰہی
(وحی آسمانی) کے منتظر تھے اپنی تجویز سے کچھہ فیصلہ نہ کرنا چاہتے تھے گو دل سے بمقتضائے اپنی رؤف رحیم
ہونیکے یہ امر چاہتے تھے کہ کعب بن مالک کا یہ قصور جلد معاف ہو اور وہ ظاہری مہاجرت بھی دور ہو۔
ہمارے اس دعوے پر علاوہ ان دلائل کے جنکو ہم مقام تائید مین ذکر کرینگے وہ بھی
نصوص قرآن و حدیث و دلائل ہین جنسے آفتاب
نیمروز کیطرح ثابت ہے کہ ایمان و اسلام کیجز
شرک و کفر کوئی گناہ باطل بے اعتبار نہین کرتا
اور اسلام و ایمان کی نظر سے مومن کی حب کسی
گناہ کی نظر سے اسکے بغض کی نسبت کم رتبہ
نہین ہے۔ کہ اسکے سامنے اسکا لحاظ نہ ہو
اور خاصکر قصہ کعب بن مالک مین خبیلیسے
واقعات اور دلائل موجود ہین جنسے ہمارے
دعوے کا ہر ایک جز ثابت ہے۔ اول
کعب بن مالک کا آنحضرت کی جماعت مین نماز
پڑہنا۔ دوم آنحضرت کا کعب کو نظر بچاکر
دیکھتے رہنا (جو محبت و اخلاص کی دلیل ہے) سوم ابو قتادہ عمزاد بہائی کعب کا جواب
اس سوال کعب کے کہ کیا مین اللہ ورسول کا دوست (یعنے مسلمان) نہین ہون؟

ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر ما
دون ذلک لمن یشاء - (نساء ع۱۸)
قال رسول صلعم من شہد ان لا الہ الا اللہ
وحدہ لا شریک لہ وان محمدا عبدہ ورسولہ
وان عیسی عبد اللہ ورسولہ وابن امتہ
وکلمتہ القاہا الی مریم وروح منہ والجنۃ
والنار حق ادخلہ اللہ الجنۃ علی ما کان من العمل
(مشکوۃ ص۶) -
قال رسول اللہ صلعم ثلث من اصل الایمان
الکف عمن قال لا الہ الا اللہ لا تکفرہ بذنب
ولا تخرجہ من الاسلام الخ (مشکوۃ ص۱)

٭ اس مضمون کی اور دو حدیثین صفحہ (۳۶۵) مین مرقوم ہونگی انشاء اللہ تعالے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اسکے اسلام سے انکار نہ کرنا۔ چہارم آنحضرت صلے اللہ کا کعب کو طلاق زوجہ کا (جو بحالت کفر زوجہ لازم ہے) حکم نہ دینا۔ پنجم جناب باری سے حضرت کعب کے قصور معاف ہونے پر آنحضرت صلعم کا خوش ہونا اور اس خوشی سے آپکے چہرہ کا لعل لعل ہوجانا۔ ششم ہجر و معافی قصور آنحضرت صلعم کے صحابہ کا کعب کو بشاشت و بشارت سے پیش آنا۔ وغیرہ وغیرہ جسے صاف ثابت ہوتا ہے کہ انکے دل میں انکا بغض ہرگز نہ تھا صرف عتب ظاہر بنظر مراعات و مصلحت ترک کلامی تھی

اس بیان کی تصدیق و تائید میں ہم حدیث قصہ کعب کا ایک حصہ نقل کرتے

ونهى رسول الله صلعم المسلمين عن كلامنا ايها الثلاثة من بين تخلف عنه فاجتنبنا الناس وتغيروا لنا حتى تنكرت في نفسي الارض فما هي التي اعرف فلبثنا على ذلك خمسين ليلة فاما صاحباي فاستكانا و قعدا في بيوتهما يبكيان واما انا فكنت اشب القوم واجلدهم فكنت اخرج فاشهد الصلاة مع المسلمين واطوف في الاسواق ولا يكلمني احد وآتي رسول الله صلعم فاسلم عليه وهو في مجلسه بعد الصلوة فاقول في نفسي هل حرك شفتيه برد السلام علي ام لا ثم اصلي قريبا منه فاسارقه النظر فاذا اقبلت على صلاتي اقبل الي واذا التفت نحوه اعرض عني حتى اذا طال علي ذلك

ہیں۔ آپ نے تبوک کی لڑائی سے اپنا اور دو اپنے ورساتھیوں (مرارہ اور ہلال) کا جو بدر کی لڑائی میں حاضر ہو چکے تھے پیچھے رہجانا اور آنحضرت صلعم کا جنگ سے فارغ ہوکر مدینہ میں واپس تشریف لانا اور منافقوں کا جھوٹے عذر کرکے جرم تخلف سے بری ہوجانا اور اپنا اور اپنے ان ساتھیوں (مرارہ اور ہلال) کا راست حال کہکر معترف تقصیر ہونا بیان کرکے فرمایا کہ ہم نے سچ سچ کہدیا تو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تم چلے جاؤ تمہارا فیصلہ خدا تعالے آپ کریگا۔ اور لوگوں سے کہدیا کہ خاصکر ان تینوں سے کوئی نہ بولے۔ لہذا لوگ ہم سے کنارہ کش ہوگئے اور ایسے بے پہچان ہوگئے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

من جفوۃ الناس مشیت حتی تسورت
جدار حائط ابی قتادۃ وھو ابن عمی واحب الناس
الی فسلمت علیہ فواللہ ما رد علی السلام فقلت
یا ابا قتادۃ انشدک باللہ ھل تعلمنی احب
اللہ ورسولہ فسکت فعدت لہ فنشدتہ
فسکت فعدت لہ فنشدتہ فقال اللہ و
رسولہ اعلم ففاضت عینای وتولیت
حتی تسورت الجدار حتی اذا مضت اربعون
لیلۃ من الخمسین اذا رسول رسول اللہ صلعم
یاتینی فقال ان رسول اللہ صلعم یامرک ان تعتزل
امرتک فقلت اطلقھا ام ماذا افعل
قال لا بل اعتزلھا ولا تقربھا وارسل
الی صاحبی مثل ذلک فقلت لامرتی
الحقی باھلک فتکونی عندھم حتی یقضی
اللہ فی ھذا الامر فلبثت بعد ذلک عشر
لیال حتی کملت لنا خمسون لیلۃ من حین
نھی رسول اللہ صلعم عن کلامنا فلما صلیت
صلوۃ الفجر صبح خمسین لیلۃ وانا علی
ظھر بیت من بیوتنا بینا انا جالس علی
الحال التی ذکر اللہ قد ضاقت علی
نفسی وضاقت علی الارض بما رحبت

کہ ہمکو وہ زمین جہان مین ہم رہتے تھے
اجنبی معلوم ہونے لگے میرے وہ ساتھی تو
رو رو کر عاجز ہوگئے اور گھر مین بیٹھ رہے
مین جوان اور قوی تھا گھر سے باہر نکلتا
اور مسلمانون کی جماعت نماز مین ہوتا اور
بازارون مین پہرتا پر مجھہ سے کوئی نہ بولتا
مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس
حاضر ہوکر آپکو سلام کہتا تو دل مین خیال
کرتا کہ شاید آپ نے جواب مین لب ہلائے
مین یا نہین پہر مین آپکے پاس کھڑا ہوکر
نماز پڑہتا اور نظر چرا کر آپکی طرف دیکھتا
جب مین نماز کیطرف متوجہ ہوتا تو آپ
میری طرف توجہ فرماتے اور جب مین
آپکی طرف التفات کرتا تو آپ منہ پہیر
لیتے - جب لوگون کی عدم توجہی نے
طول کھینچا تو مین اپنے چچازاد بھائی
ابو قتادہ کے باغ مین دیوار پر سے کود کر
(یعنے دروازہ سے بچکر) پہنچا مین نے
اسکو سلام کیا تو اوس نے جواب
نہ دیا - مین نے اسکو دو دفعہ کہا کیا مین
ورسول کا دوست (یعنے مسلمان) نہین ہون

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سمعت صوت صارخ اوفی علی جبل سلع
باعلی صوته یا کعب بن مالك ابشر قال فخررت
ساجدا وعرفت ان قد جاء فرج واذن رسول
الله صلعم بتوبة الله علینا حین صلی صلوٰة
الفجر × × × × وانطلقت الی رسول الله صلعم
فیتلقانی الناس فوجا فوجا یهنئونی بالتوبة
یقولون لتهنك توبة الله علیك قال
کعب حتی دخلت المسجد فاذا رسول الله
صلعم جالس حوله الناس فقام الی طلحة
بن عبید الله یهرول حتی صافحنی وهنانی
والله ما قام الی رجل من المهاجرین غیره
ولا انساها لطلحة قال کعب فلما سلمت علی
رسول الله صلعم قال رسول الله صلی الله
علیه وسلم وهو یبرق وجهه من السرور ابشر
بخیر یوم مر علیك منذ ولدتك امك
قال قلت امن عندك یا رسول الله ام من عند الله قال لا بل
من عند الله وکان رسول الله صلعم اذا
سر استنار وجهه حتی کانه قطعة قمر
وکنا نعرف ذلك منه (بخاری ص ۶۳۴)

تو اُسنے جواب مین کہا خدا اور رسول بہتر جانتے
ہین - مین یہہ سنکر رو پڑا اور اسیطرح دیوار
کود کر باہر نکلا - اسی حالت پر چالیس راتین
گذر گئین تو آنحضرت صلعم کا وکیل میرے
پاس پہنچا اور اوسنے اکا یہہ حکم سنایا کہ
تو اپنی عورت سے جدا ہو جا مینے پوچھا
کیا مین اسکو طلاق دیدون تو اُسنے کہا کہ
طلاق نہدے صرف اس سے علیحدہ رہ
یہی حکم آنحضرت صلعم کا میرے ان دونو
ساتھیون کو پہنچا - × × × × × × × اسکے
بعد دس روز اور گذرے تو پچاسوین رات
کی صبح کو مینے ایک شخص کو ایک پہاڑی پر
پکارتے ہوے سنا کہ اے کعب خوشخبری
لے یہہ سنکر مین سجدہ شکر مین گر پڑا - اور
مین نے جان لیا کہ خدا کیطرف سے خوشی کی
خبر آئی ہے - اور آنحضرت صلعم نماز
فجر کے بعد ہماری توبہ قبول ہونیکی خبر لوگون
کو سنائی - مین یہہ سنکر آنحضرت صلعم کیطرف
چلا تو راستہ مین لوگ فوج فوج مجھسے
ملتے اور مبارکباد دیتے - مین مسجد مین داخل ہوا تو طلحہ نے میرا استقبال اور مصافحہ
کیا اور مبارکباد دی - جب مین نے آنحضرت صلعم کو سلام کیا تو آپکا چہرہ مبارک خوشی سے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

چمک رہا تھا جیسا چاند کا ٹکڑا آپ نے مجھے مژدہ سنایا اور فرمایا آج کے دن کی تجھے بشارت ہو جو تیری پیدائش کے دنوں سے تیرے لیے بہتر ہے"۔

یعنی نیت و غرض و نتیجہ حضرت عمار بن یاسر اور کعب و دیگر صحابی کو آنحضرت صلعم کے جواب سلام نہ دینے اور حضرت زینب سے کلام ترک کرنے کا یہ تھا کہ ان حضرات کو ہدایت اور ناظرین و سامعین کو عبرت حاصل ہو اور آیندہ کوئی ایسا کام نہ کرے یہ بات کسی دلیل سے ثابت نہیں ہوتی کہ آنحضرت صلعم ان حضرات سے ان افعال کے سبب ایسا بغض رکھتے تھے کہ اونکو لائق کلام نہ سمجھے اور انکے افعال کے مقابلہ مین انکے ایمان اسلام وغیرہ حسنات کو اس لائق نہ سمجھتے کہ اونکی نظر سے انسے محبت و سلام و کلام جائز ہو۔ یہہ بات کہنا تمام شریعت کو الٹ دینا ہے اور اصول کو تابع فروع کرنا جسپر کوئی مومن اہل علم عمداً جرأت نہیں کر سکتا۔ بلکہ اسکے برخلاف ہر ایک اہل علم کو اس امر کا اعتراف ہے کہ ایمان و اسلام کے برابر کوئی عمل لائق لحاظ نہیں ہے۔ اور گناہ (کبائر کیون نہ ہون) جب ایمان کو باطل نہیں کرتے۔

اس بیان سے پہلی چار حدیثون سے تمسک کرنے مین ان حضرات کی غلطی ثابت ہوئی۔ پانچوین حدیث مین ان حضرات نے یہہ غلطی بلکہ مغالطہ دہی کی ہے کہ اسکے نصف حصہ کو لیا ہے اور نصف حصہ کو پس پشت ڈالدیا ہے۔ اور آیۃ افتؤمنون ببعض الکتب وتکفرون ببعض کے وعید کا کچھہ خیال نہیں فرمایا۔ اس حدیث کا پہلا حصہ یہہ ہے کہ سب عملون سے بہتر عمل خدا کے لیے محبت کرنا ہے دوسرا حصہ خدا کے لیے بغض کرنا۔ ان حضرات نے اہل ایمان سے بعض اعمال بد یا عقاید غلط کی نظر سے بغض اختیار کرنے مین دوسرے حصہ حدیث پر تو بیشک عمل کیا مگر اوسکے پہلے حصہ کو (جسمین نیکون کی نظر سے حب کا ارشاد ہے)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پس پشت ڈالدیا۔

اسپر ہم ان حضرات سے سوال کرتے ہین کہ کیا ان لوگون مین جنسے وہ بغض رکھتے ہین کوئی نیکی نہین جسکی نظر سے وہ حب کا محل ہو سکین۔ کیا انکا لا الہ الا اللہ کہنا اور آنحضرت صلعم کو رسول برحق جاننا۔ نمازین پڑھنا۔ روزے رکھنا۔ حج کرنا وغیرہ نیک اعمال نہین ہین۔ یا اس گناہ کے مقابلہ مین جسکی نظر سے ان لوگون سے بغض کیا جاتا ہے انکا ایمان اسلام نماز روزہ باطل وبیکار و ناقابل اعتبار و شمار ہے۔

شق اول کا تو امید ہے کوئی قائل نہو گا اور یہہ دعوے نکریگا کہ ایمان و اسلام و نماز و روزہ نیک اعمال نہین شاید ہمارے جواب مین یہہ حضرات شق دوم اختیار کرین اور یہہ کہین کہ گناہ اور اعتقاد بدعت کے ساتھہ ایمان و اسلام کا کچھہ اعتبار نہین اور اوسکی تائید مین وہ ان احادیث کو پیش کرین جنمین بعض اعمال بد (زنا۔ چوری وغیرہ) کے مرتکب کا ایمان سے خارج ہونا یا بعض اہل بدعت (خوارج۔ قدریہ۔ جبریہ۔ زیدیہ وغیرہ) کا دین سے خارج ہونا بیان ہوا ہے۔*

اسکا جواب ہم رسالہ اشاعۃ السنہ نمبر ۱۰ و ۱۱ جلد ۴ مین بضمن مضمون کفر و کافر مفصل و مدلل ادا کر چکے اور اسمین ثابت کر چکے ہین کہ بجز اکفر و شرک معروف**

* اس مضمون کی احادیث مع جواب بصفحہ (۳۶۶ وغیرہ) منقول ہونگے۔

** کفر و شرک معروف وہ ہے جسکو خود شارع نے صاف صاف کفر و شرک ٹھہرایا ہے اور اسپر خلود فی النار و عدم مغفرت کا ڈر سنایا ہے۔ نہ وہ کفر جو اہل اسلام بات بات مین ایک دوسرے پر لگاتے ہین۔ انکا تجویزی و خانہ ساز کفر و شرک موجب حبط اعمال و مبطل ایمان نہین ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کوئی عمل یا عقیدہ ایمان کو باطل و بیکار نہین کرتا اور اہل بدعت (خوارج - قدریہ جبریہ وغیرہ) اہل سنت کے نزدیک کافر نہین ہین اور مسلمان کو کسی گناہ یا بدعت کے سبب کافر کہنا معتزلہ و خوارج کا مذہب ہے اور جن احادیث مین بعض اعمال (زنا - چوری - وغیرہ) کے مرتکب کو کافر یا خارج از ایمان کہا گیا ہے اونکے مقابلہ مین ایسی بھی احادیث موجود ہین جنسے اوسکا مسلمان رہنا ثابت ہے - اس مضمون کو پڑھکر امید ہے یہہ حضرات اہل فسق و بدعت کو کافر نہ کہین گے اور اونکے ایمان و اسلام کو ناقابل اعتبار و شمار نہ ٹھراوینگے - اس مقام مین ہم چند آیات و احادیث اس جواب کی تائید مین نقل کرتے ہین اور اُن احادیث کا جنمین بعض اہل بدعت کو خارج از دین کہا گیا ہے اور اونسے مضمون کفر و کافر (۱) مین لتعرض نہین ہوا ہے جواب دیتے ہین

سورۂ بقرہ مین ارشاد ہے کہ جو طاغوت (معبود باطل) سے منکر ہوا اور خدا پر

فمن یکفر بالطاغوت ویؤمن باللّٰہ فقد استمسك بالعروۃ الوثقی لا انفصام لھا (سورۃ بقرۃ ع ۳۴)	ایمان لایا اوسنے ایسی مضبوط رسی کو پکڑ لیا جسکو ٹوٹنا نہین -
اٰمن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمؤمنون کل اٰمن باللّٰہ وملٰئکتہ وکتبہ ورسلہ لا نفرق بین احد من رسلہ (سورۃ البقرۃ ع ۴۰)	پھر اس ایمان کی تفسیر مین اوسی سورہ کے اخیر مین فرمایا کہ رسول اور ایمان والے اسپر ایمان لائے جو رسول کیطرف اترا سبھی خدا پر اور اوسکے فرشتون پر اور کتابون اور رسولون پر ایمان لائے

یہہ کہکر کہ ہم کسی رسول کو جدا نہین کرتے -

حضرت عثمان رض سے روایت ہے کہ آپ کو آنحضرت صلعم کی رحلت کے بعد

عن عثمان رض قال ان رجالا من اصحاب	نجات کی نسبت بڑا غم و تردد لاحق ہوا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

النبی صلعم حین توفی حزنوا علیہ حتی کاد بعضہم یوسوس۔ قال عثمان وکنت منہم۔ فبینا انا جالس علی عمر سلم فلم اشعر بہ فاشتکی عمر الی ابی بکر رض ثم اقبلا جمیعا حتی سلما ۔ قال عثمان توفی اللہ نبیہ صلعم قبل ان نسئل عن نجات ہذا الامر قال ابو بکر قد سئلتہ عن ذلک ۔ قال رسول اللہ صلعم من قبل منی الکلمۃ التی عرضتہا علی عمی فردہا فہی لہ نجاۃ (رواہ احمد) (مشکوۃ صفحہ ۹)

اسمین آپ ایسے مستغرق ہو گئے کہ حضرت عمر فاروق رض کے سلام کا جواب نہ دے سکے وہ حضرت ابو بکر رض کے پاس شاکی ہو گئے۔ پہر دونو حضرت ملکر آئے تو آپ نے اوس غم و تردد کا یہ سبب بیان کیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے اور ہم نے آپ سے نجات کی بابت نہ پوچھا صدیق اکبر رض نے فرمایا میں نے آنحضرت صلعم سے یہہ سوال کیا تھا آپ نے فرمایا۔ جو مجھ سے وہ کلمہ جو میں نے اپنے چچا ابو طالب کے سامنے پیش کیا تھا اور اوسنے رد کر دیا تھا قبول کر لے۔ وہ اوسکے لیے نجات ہے۔

اور آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے قیامت کے دن ایک شخص کے ننانوے دفتر

عن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ سیخلص رجلا من امتی علی رؤس الخلائق فینشر علیہ تسعۃ وتسعین سجلا کل سجل مثل مد البصر ثم یقول اتنکر من ہذا شیئا اظلمک کتبتی الحافظون فیقول لا یا رب فیقول افلک عذر قال لا یا رب فیقول بلی ان لک عندنا حسنۃ وانہ لا ظلم علیک الیوم فتخرج بطاقۃ فیہا اشہد

(اعمال بد) کے کھولے جائینگے جو دراز ی مین ایسی ہونگے جیسے نگاہ۔ پہر اوس سے خدا تعالے پوچھیگا۔ تو انہین سے کسی عمل کا منکر ہے۔ ہماری فرشتون (کراما کاتبین) نے کچھہ تجھپر ناحق لکھنے سی ظلم کیا ہے؟ وہ کہیگا نہین۔ تو اوس سے خدا تعالے فرمائیگا تجھے ان اعمال بد کی بابت کچھہ عذر کرنا ہے وہ کہیگا نہین تو خدا تعالے فرمائیگا کیون نہین ہمارے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ان لا الہ الا اللہ وان محمدا عبدہ ورسولہ فیقول احضر وزنک فیقول یا رب ما هذه البطاقة مع هذه السجلات فیقول انك لا تظلم قال فتوضع السجلات فی کفة والبطاقة فی کفة فطاشت السجلات وثقلت البطاقة فلا یثقل مع اسم الله شیٔ هذا حدیث حسن غریب (جامع ترمذی جلد ۲ ص ۹۹)

پاس تیرے ایک نیکی بھی ہے اور آج تجھ پر ظلم نہ ہوگا پھر ایک ورق اوسکے اعمال نامہ سے ایسا نکالا جاویگا جس پر کلمہ لکھا ہوگا اور اس شخص کو حکم ہوگا آ اپنے وزن اعمال کو دیکھ۔ وہ عرض کریگا یہ ایک ورق ان دفتروں کے مقابلہ میں کیا حقیقت رکھتا ہے خدا تعالےٰ فرمائیگا تجھ پر ظلم نہ ہوگا پھر ان سب دفتروں کو میزان کی ایک طرف اور اس ورق کو ایک طرف رکھکر وزن کیا جاویگا تو وہ ورق وزن میں بھاری نکلے گا۔ خدا کے نام کے برابر کسی عمل بد کا وزن نہ ہوگا۔

اس قسم کی آیات واحادیث جنسے صاف ثابت ہوتا ہے کہ نجات کا مدار توحید و ایمان ہے جسکو کوئی عمل یا اعتقاد (جو صریح کفر نہو) باطل نہیں کرتا) اور بہت ہیں از انجملہ ایک آیۃ (ان اللہ لا یغفران یشرک بہ الخ) اور دو حدیثیں اسی مضمون میں (صفحہ ۵۸ و ۴۳) منقول ہو چکی ہیں۔

(اہل بدعت کو دین سے خارج کرنے والی حدیثوں کا جواب)

احادیث

اس قسم کی حدیثیں جنسے اہل اسلام خصوصاً اہل حدیث اپنے مخالف اشخاص کے ایمان کا بے اعتبار ہونا نکالتے ہیں بہت سی اور انکے زبان زد ہیں۔ از انجملہ ایک یہ حدیث ہے (جو ان سب میں سے صحیح ہے) اور وہ خوارج کے حق میں وارد ہے) کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ وہ قرآن پڑھینگے جو

یقرؤن القرآن لا یجاوز حناجرهم یمرقون من الدین مروق السهم من الرمیة یقتلون اهل الاسلام و

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یدعون اہل الاوثان قتلہم قتل عاد	انکے حلق سے متجاوز نہ ہوگا وہ دین سے

ایسے خارج ہونگے جیسا شکار سے تیر ہین انکو پاؤن تو ایسا مارون جیسے قوم عاد ماری گئی ۔

دوسری حدیث یہ کہ زیدیہ اس امت کے مجوس ہین وہ بیمار ہو جائین تو انکی

الزیدیۃ مجوس ھذہ الامۃ ان مرضوا فلا تعودوھم وان ماتوا فلا تشھدوھم	بیمار پرسی نکرو ۔ مرجائین تو انکا جنازہ نہ پڑہو ۔

تیسری حدیث یہ کہ میری امت مین دو گروہ ایسے ہین جنکا اسلام مین کچھ

صنفان من امتی لیس فی الاسلام نصیب القدریۃ والمرجیۃ ۔	حصہ نہین ۔ ایک قدریہ دوسرے مرجیہ ۔

چوتھی حدیث یہ کہ ہر امت مین مجوس ہوتے ہین اس امت محمدیہ کے مجوس

ان کل امۃ مجوسا وان مجوس ھذہ الامۃ القدریۃ والمرجیۃ فلا تعودوھم ان مرضوا ولا تصلوا علیہم ان ماتوا	قدریہ اور مرجیہ ہین وہ بیمار ہو جائین تو انکو نہ پوچھو مرجائین تو انکا جنازہ نہ پڑہو ۔

اسی مضمون کی اور چند احادیث ہین جنکا ذکر عبارات موئدہ جواب مین آتا ہے

جواب

اُن احادیث کا لوصر حدیث اول) ایک جواب تو یہہ ہے کہ یہ حدیثین صحیح نہین اور نہ اس لائق ہین کہ انکی دستاویز سے کسی مسلمان کلمہ گو کو کافر ٹھہرایا جائے اور ان عقاید کے سبب جنکی ان احادیث مین مذمت ہے انکے اقرار اسلام و ایمان کو بے اعتبار ٹھہرایا جائے ۔

شیخ محمد بن طاہر صاحب مجمع البحار نے اپنے تذکرہ موضوعات مین فرمایا ہے

فی المقاصد لا یصح الزیدیۃ مجوس ھذہ الامۃ	کہ مقاصد حسنہ مین ہے زیدیہ کی مجوس

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لم اره ولكن عند جماعة بلفظ القدرية
القزويني القدرية مجوس هذه الامة
ان مرضوا فلا تعودوهم وان ماتوا فلا
تشهدوهم موضوع - وكذا
صنفان من امتي ليس لهما في الاسلام
نصيب القدرية والمرجئة - وفي الوجيز
ان لكل امة مجوسا وان مجوس هذه الامة
القدرية فلا تعودوهم اذا مرضوا و
لا تصلوا عليهم اذا ماتوا - فيه جعفر بن
الحارث ليس بشيء قلت وثقه ابن عدي
وقال البخاري في حفظه شيء يكتب
حديثه والحديث ورد بهذا اللفظ
عن حذيفة وجابر وابن عمر وبعض
اسانيده على شرط الصحيح - وفي
الخلاصة حديث صنفان من امتي
الخ موضوع - وهكذا حديث من
انتهر صاحب بدعة ملأ الله امنا
وايمانا موضوع وفي الذيل اذا رأيتم
صاحب بدعة فاكفهروا في وجهه فان
الله يبغض كل مبتدع ولا يجوز احد
[illegible] ولكن يتهافتون في النار

ہونے کی حدیث مین نے کہین نہین
دیکھی - ولاکن ایک جماعت نے بجائے
زندیہ لفظ قدریہ کے ساتھہ اسکو ذکر کیا ہی
قزوینی نے کہا ہے یہ حدیث جس مین قدریہ
کو مجوس کہا ہے موضوع (بناوٹی) ہے
ایسی ہی وہ حدیث جسمین دو قسم کا جنکا
اسلام مین کچھہ حصہ نہین ذکر ہے - وجیز
مین کہا ہے کہ جس حدیث مین قدریہ کو
مجوس کہا ہے اسکا راوی جعفر بن حارث
ہے جو لاشے (نکما) ہے - مین کہتا ہون
(شیخ ابن طاہر فرماتے ہین) جعفر کو ابن
عدی نے ثقہ کہا ہے اور امام بخاری نے
اسکے حق مین کہا ہے کہ اسکے حافظہ مین
نقصان ہے پر اسکی حدیث لکھی جاسکتی
ہے اور یہہ حدیث حذیفہ وجابر وابن عمر
وغیرہ سے مروی ہے اور اسکے بعض
اسانید صحیح کی شرط پر ہین -
خلاصہ مین ہے وہ حدیث جسمین دو
قسم کا ذکر ہے موضوع ہے - ایسے ہی
یہ حدیث کہ جو اہل بدعت کو جھڑکے اسکو
خدا امن وایمان سے بھر دیتا ہی - موضوع ہی -

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نیز ابراہیم بن ہدیہ کذاب اذا مات
صاحب بدعۃ فقد فتح فی الاسلام
فتح فیہ ثلمۃ غیر مرضیین لو ان صاحب
بدعۃ و مکذبا بالقدر قتل مظلوما صابرا
محتسبا بین الرکن والمقام لم ینظر اللہ فی
شیٔ من امرہ حتی یدخلہ جہنم فیہ کثیر
بن سلیم مضعف متروک وقیل واضع
ویحیی بن المبارک مجہول وفی المختصر ان
اللہ یغضب اذا مدح الفاسق لجماعۃ
من اکرم فاسقا فقد اعان علی ہدم
الاسلام لابن عدی والطبرانی وابی نعیم
ولفظہم من وقر صاحب بدعۃ والکل ضعیف
او موضوع کما قال ابو الفرج -
(تذکرہ موضوعات ابن طاہر)

ذیل مین ہے کہ حدیث "جب تم بدعتی کو دیکھو تو اوس سے ترشروئی کے ساتھہ پیش آو کیونکہ خدا بدعتیون سے دشمنی رکھتا ہے اور انمین سے کوئی پلصراط سے پار نہ ہوگا وہ سب دوزخ مین گر پڑینگے" اسمین ایک راوی ابراہیم ہے جو بڑا دروغ گو تہا۔ اور یہہ حدیث کہ "جب کوئی بدعتی مرتا ہے تو اسلام کی ایک فتح ہوتی ہے" اسمین تین ایسے راوی ہین جو پسندیدہ نہین ہین۔ اور یہہ حدیث کہ "اگر کوئی بدعتی یا تقدیر کا انکاری مظلوم ہوکر حجر اسود اور مقام ابراہیم کے مابین ثواب کی نیت پر مجبور ہوکر مارا جاوے تو خدا اوسکے کسی عمل کو نہ دیکھیگا جب تک کہ اوسکو جہنم میں داخل نہ کرلے" اسمین ایک راوی تو سلیم ہے جو نہایت ضعیف اور متروک ہے اور بقول بعض آئمہ یہی اسحدیث کا بنانے والا ہے۔ اور دوسرا یحیی بن مبارک ہے جو مجہول الحال ہے مختصر مین ہے کہ خدا تعالے خفہ ہوتا ہے جب فاسق (گنہگار) کی تعریف ہوتی ہے۔ جس نے کسی فاسق کی تعظیم کی اوسنے اسلام کے ڈہانے پر اوسکو مدد دی ابن عدے وغیرہ کی روایت مین یون آیا ہے کہ جس نے بدعتی کی تعظیم کی اوسنے اسلام کو ڈہا دینے مین اوسکو مدد دی یہہ سب حدیثین موضوع ہین یا ضعیف۔ چنانچہ امام ابو الفرج ابن جوزی نے فرمایا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور امام محمد بن علی شوکانی نے اپنی تذکرہ موضوعات مین فرمایا ہے یہہ حدیث کہ

حدیث صنفان من امتی لا ینالھما شفاعتی المرجئۃ والقدریۃ قیل یا رسول من القدریۃ قال قوم یقولون لا قدر۔ قیل فمن المرجئۃ قال قوم یکونون فی اخر الزمان اذا سئلوا عن الایمان قالوا نحن مومنون ان شاء اللہ تعالی رواہ الجوزقانی عن انس مرفوعا وھو موضوع وآفتہ مامون بن احمد السلمی۔ وشیخہ عبد اللہ بن مالک السعدی۔

میری امت مین دو قسم ایسے ہین جو میرے شفاعت نپاوینگے قدریہ جو تقدیر کے منکر ہین مرجیئہ جو اپنے اپکو مومن کہنے کے وقت انشاء اللہ تعالے کہتے ہین اس حدیث کی آفت (جس سے یہہ بلا پیدا ہوئی ہے) مامون بن احمد سلمی ہے اور اوسکا اوستاد عبد اللہ بن مالک سعدی۔

حدیث ما کانت زندقۃ الا واصلھا التکذیب بالقدر رواہ الحارث فی مسندہ عن ابی ھریرۃ مرفوعا وابن عدی عن سھل بن سعد مرفوعا وھو موضوع والآفۃ یحیی بن کثیر قال فی اللآلی لہ شواھد ثم ذکرھا۔ حدیث المرجئۃ والقدریۃ والروافض والخوارج یسلبون ربع التوحید فیلقون اللہ کفارا خالدین مخلدین فی النار۔ رواہ ابن حبان عن انس مرفوعا وھو موضوع وفی اسنادہ محمد بن یحیی بن رزین وھو دجال یضع۔

یہہ حدیث کہ جو کفر (چھپا ارتداد) ہے اسکی جڑہ تقدیر کو جھٹلانا ہے جسکو حارث نے اپنی مسند مین بروایت ابو ہریرہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے اور ابن عدی نے بروایت سہل بن سعد موضوع ہے۔ اسکی آفت یحیی بن کثیر ہے۔ لآلی مین (امام سیوطی نے) لکھا ہے کہ اس حدیث کے شواہد مویداور روایات بھی ہین جنمین انکو ذکر کیا ہے*

یہہ حدیث کہ مرجیون قدریون رافضیون

* یہہ ان شواہد کا نمونہ صفحہ آیندہ مین آیا ہے جو ہرگز لائق لحاظ نہین ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور خارجیون سے انکی تو سید جمین لیجاویگی اور وہ کافر ہو کر خدا کو ملین گے

(الفوائد المجموعہ فی احادیث الموضوعہ للشوکانی) ۔

اور ہمیشہ وہ ندہین رہینگے" ابن حبان نے بروایت انس آنحضرت صلعم سے نقل کی ہے اور وہ موضوع ہے اسکی سند مین ایک یحیی بن زرین راوی ہے جو دجال تہا حدیث وضع کیا کرتا ۔

قدریہ کو مجوس کہنے والی حدیث کے موضوع ہونے مین جو شیخ ابن طاہر نے گفتگو کی ہے یہہ در اصل امام سیوطی کی گفتگو ہے جو موضوعات ابن الجوزی کی تعقبات مین انہون نے کی ہے ۔ انکا اصل کلام یہ ہے جو اصل کتاب امام سیوطی سے نقل کیا جاتا ہے ۔ "جعفر (اسحدیث کے رواۃ) کو عدی نے ثقہ بتایا ہے چنانچہ کہا ہے مین نے اسکی حدیثون مین منکر حدیث نہ پائی اور مین امید کرتا ہون کہ وہ برا نہین امام بخاری نے کہا ہے کہ اسکے حافظہ مین کچھہ نقصان ہے پر اسکی حدیث لکھی جا سکتی ہے" اور یہہ حدیث ان ہی الفاظ سے بروایت حذیفہ (جسکو ابو داؤد نے نقل کیا ہے) اور بروایت جابر بن عبد اللہ (جسکو ابن ماجہ لایا ہے) مروی ہے ایسا ہی بروایت ابن عمر جسکو فلان فلان امام اپنی کتابون مین ایسی سندون سے لائے ہین کہ انمین بعض سندین صحیح کی شرط پر ہین" ۔

قلت جعفر وثقہ ابن عدی فقال لم ار لہ حدیثا منکرا وارجو انہ لا باس بہ وقال البخاری فی حفظہ شئ یکتب حدیثہ والحدیث ورد بہذا اللفظ من حدیث حذیفۃ اخرجہ ابو داؤد وجابر بن عبد اللہ اخرجہ ابن ماجہ وابن عمر اخرجہ فلان فلان باسانید بعضہا علی شرط الصحیح

(تعقبات سیوطی)

امام سیوطی (یا ابن طاہر) کی اس کلام سے گو اسحدیث کا موضوع ہونا مشکوک ہو مگر اس سے اسحدیث کا صحیح ہونا ثابت نہین ہوتا ۔ اور نہ ان کلام سے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ان حضرات کا یہہ مقصود معلوم ہوتا ہے کیونکہ جو اسمین جعفر کی توثیق منقول ہے وہ حدیث کے صحیح ہونے کے لیے کافی نہین - اُن الفاظ سے کہ فلان راوی برا نہین یا اوسکی حدیث لکھی جاسکتی ہے کسی راوی کی توثیق دوسرے مرتبہ کی توثیق ہے جو صحت حدیث کے لیے کافی نہین -

امام ابن الصلاح نے فرمایا ہے - توثیق کا دوسرا مرتبہ امام ابن ابی حاتم نے کہا ہے کہ جب کیسکی حق مین یہہ الفاظ کہے جاوین تو اوسکی حدیث لکھی جاتی ہے پر اوسکو دیکھنا پڑتا ہے کہ وہ لائق قبول ہے یا نہین - مین (ابن الصلاح) کہتا ہون اسکی وجہ یہہ ہے کہ یہہ الفاظ راوی کا ضابطہ ہونا جو صحت حدیث کے لیے شرط ہے نہین بتاتی لہذا اُسکو دیکھنا اور امتحان کرنا پڑتا ہے -

> قال ابن ابی حاتم اذا قیل انه صدوق او محله الصدق او لا باس به فهو ممن یکتب حدیثه و ینظر فیه وهی بمنزلة الثانیة قلت هذا کما قال لان هذه العبارات لا تشعر بشریطة الضبط فینظر فی حدیثه و یختبر حتی یعرف ضبطه (مقدمه ابن الصلاح)

خاکسار (ایڈیٹر) کہتا ہے کہ یہہ دوسرے مرتبہ کی توثیق حکم مین پہلے اور دوسرے مرتبہ جرح کے برابر ہے - پہلے اور دوسرے بلکہ تیسرے مرتبہ کی جرح والون کی حدیث بھی نظر و امتحان کرنے کی نیت سے لکھی جاتی ہے - چنانچہ امام ابن الصلاح نے فرمایا ہے الفاظ جرح کے بھی کئی مراتب ہین پہلا مرتبہ کیسکی حق مین یہہ کہنا کہ اسکی حدیث نرم ہوتی ہے - امام ابن ابی حاتم نے کہا ہے کہ جب کسیکو نرم حدیث والا کہین تو اسکی حدیث لکھی جاسکتی ہے

> واما الفاظهم فی الجرح فهی ایضا علی مراتب اولاها قولهم لین الحدیث قال ابن ابی حاتم اذا قالوا فی الرجل لین الحدیث فهو ممن یکتب حدیثه و ینظر فیه اعتبارا قلت وسال حمزة بن یوسف السهمی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ابا الحسن الدارقطنی الامام فقال اذا قلت فلان لین ایش ترید بہ قال لا یکون ساقطاً متروک الحدیث ولکن مجروحاً بشیٔ لا یسقط عن العدالۃ۔ الثانیۃ قال ابن ابی حاتم اذا قالوا لیس بقوی فھو بمنزلۃ الاولی فی کتب حدیثہ الا انہ دونہ الثالثۃ قال اذا قالوا ضعیف الحدیث فھو دون الثانی لا یطرح حدیثہ بل یعتبر بہ۔ (مقدمہ ابن الصلاح)

اور اوسمین نظر کیجاتی ہے۔ امام دارقطنی سے حمزہ نے پوچھا نرم کہنے سے تمہاری کیا مراد ہوتی ہے انہون نے کہا اس سے یہہ مراد ہے کہ وہ راوی ایسا گرا ہوا نہین کہ اوسکی حدیث متروک ہو بلکہ وہ کسی قدر مجروح ہوتا ہے۔ دوسرا مرتبہ جب کسیکو یہہ کہین کہ وہ قوی نہین ہے تو وہ بھی پہلے مرتبہ کے حکم مین ہے اسکی حدیث بھی لکھی جاتی ہے پر وہ اول سے کم رتبہ ہے۔ تیسرا مرتبہ کسیکو یہہ کہنا کہ وہ ضعیف الحدیث ہے یہہ دوسرے مرتبہ سے بھی کم ہے پر حدیث اسکی متروک نہوگی نظر کرنے لیے لکھی جائیگی۔

ان تصریحات ائمہ کو دیکھنے والے یقین کرسکتے ہین کہ جس قسم کی ابن عدی یا امام بخاری نے جعفر کی توثیق کی ہے یہہ بمنزلہ جرح ہے صحت حدیث کے لیے کافی نہین۔

اور جو امام سیوطی نے ابوداؤد و ابن ماجہ وغیرہ کا اسحدیث کو حذیفہ و جابر بن عبد اللہ وابن عمر وغیرہ سے روایت کرنا بیان کیا ہے اس بھی اسحدیث کی صحت ثابت نہین ہوتی۔ آن حضرات کو خوب معلوم ہے کہ صرف روایت مستلزم صحت نہین اور نہ ان کتابون مین (جنمین وہ حدیث ہے) صحت کا التزام ہے اور نہ خاصکر اسحدیث کی سندین جو ان کتابون مین موجود ہین صحیح اور جرح سے بری ہین۔

ابو داؤد کی حدیث کی (جو حذیفہ سے مروی ہے) یہہ سند ہے حدثنا محمد بن ابی کثیر انا سفیان عن عمر بن محمد عن عمر مولیٰ غفرۃ عن رجل من الانصار عن حذیفہ قال قال رسول اللہ صلعم ان لکل امۃ مجوساً الخ اس سند مین ظاہر ضعف و انقطاع

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

موجود ہے - اسکے راویوں میں عمر مولے غفرہ ضعیف ہے - تقریب میں اوسکو ضعیف

> عمر مولی غفرة ضعیف کثیر الارسال (تقریب التہذیب صفحہ ۲۹۰)

کہا ہے اور بیان کیا ہے کہ وہ اکثر حدیث میں ارسال کیا کرتا ہے - اسکی سند میں انقطاع یہ ہے کہ جو شخص حذیفہ سے روایت کرتا ہے اسکا نام نہیں لیا گیا - صرف رجل من الانصار (ایک آدمی انصاری) کہا گیا ہے جو راوی کو حذف کر دینے کی برابر ہے - شرح نخبہ

> وانما ذکر التعلیق فی قسم المردود للجهل بحال المحذوف فان قال جمیع من احذف ثقات جاءت مسئلة التعدیل علی الابهام من غیر تسمیة المعدل کما اذا قال حدثنی الثقة من غیر ان یسمیه اختلف فیه عندهم بعضهم یکتفی به وعند الجمهور منهم الخطیب والفقیه ابو بکر الصیرفی لا یکتفی به فی التوثیق ولا یقبل حتی یسمی (شرح شرح نخبہ صفحہ ۳۷)

میں لکھا ہے معلق کو قسم مردود میں اسلیے ذکر کیا گیا ہے کہ محذوف راوی کا حال معلوم نہیں ہوتا اور اگر محذوف راوی کو حذف کنندہ نام لینے کے بغیر ثقہ بھی کہدے تو جمہور محدثین کے نزدیک پھر بھی اسکو ثقہ نہیں مانا جاتا جب تک کہ اسکا نام نہ لے -

اور ابن ماجہ کی حدیث کی (جو جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے) یہ سند ہے حدثنا محمد بن المصفی الحمصی ثنا بقیۃ بن الولید عن الاوزاعی عن ابن جریج عن ابی الزبیر عن جابر بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلعم ان مجوس ہذہ الامۃ الخ - اس سند

> محمد بن المصفی بن بهلول الحمصی القرشی صدوق له اوهام وکان یدلس + (تقریب التہذیب صفحہ ۳۲۸)
>
> بقیة بن الولید صدوق کثیر التدلیس عن الضعفاء (تقریب التہذیب صفحہ ۵۴)
>
> وحکم من ثبت عنه التدلیس اذا کان عدلا

میں کئی راوی ضعیف ہیں از انجملہ محمد بن مصفی ہے تقریب میں لکھا ہے کہ یہ وہمی تھا - اور تدلیس (بے سنی روایت کو سنی ہوئی جتانا) کیا کرتا -

از انجملہ بقیہ بن ولید ہے یہ بھی مدلس ہے چنانچہ تقریب میں لکھا ہے اور اس روایت کو

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ان لا یقبل منہ الا ما صرح فیہ بالتحدیث (شرح نخبہ صفہ ۴۲)	وہ بلفظ "عن" لایا ہے اور اصول حدیث میں ثابت ہے کہ مدلس کے لفظ "عن" والی

روایت مقبول نہیں ہوتی۔

ان حدیثوں کے علاوہ بھی جو ان کتب میں اس مضمون کی حدیثیں پائی جاتی ہیں وہ بھی عوائل جرح سے خالی نہیں مگر خوف تطویل اسکی تفصیل سے مانع ہے۔ اور ہمارے دعوی کی تصدیق کے لیے یہہ دو تمثیلین کافی ہین۔

اور جو امام سیوطی یا ابن طاہر نے لکھا ہے کہ اس حدیث کی بعض سندین صحیح کی شرط پر ہین اس سے بھی اسحدیث کی صحت ثابت نہین ہوتی اولاً اسلیے کہ یہہ وہی تصحیح وتعدیل مبہم ہے جسکا مقبول نہ ہونا شرح نخبہ سے منقول ہو چکا ہے۔ اسحدیث کی کوئی خاص سند بیان کر کے صحیح بتائی جاتی تو اسمین نظر کیجاتی۔

ثانیاً اسلیے کہ صرف سند کے صحیح ہونے سے حدیث صحیح نہین ہو سکتی جب تک متن حدیث کا علت اور شذوذ سے بری ہونا ثابت نہ ہو یہہ امر بھی ان حضرات کو معلوم اور اونکی تصانیف مین مرقوم ہے اور ہمارے رسالہ کے نمبر ۸ جلد ۸ مین بصفحہ ۲۰۶ باستشہاد کلام ابن الصلاح اس امر کا کامل ثبوت گذر چکا ہے۔ (دیکھو مجمع البحار خطبہ وتدریب داوی)

بالجملہ ابن طاہر یا امام سیوطی نے جو کچھہ قزوینی یا ابن الجوزی کے جواب مین لکھا ہے اس سے اسحدیث کا (جسمین قدریہ کو مجوس لکھا گیا ہے) صحیح ہونا ثابت نہین ہوتا۔ گو اسحدیث کا موضوع ہونا مشکوک ہو۔

(دوسرا جواب)

ان سب احادیث کو صحیح مان لین اور پہلی حدیث (متضمن ذم خوارج) کی طرح صحیح بخاری مین موجود فرض کرلین تو بھی وہ ان احادیث صحیحہ سے بڑھکر نہ ہونگی جنمین

© rasailojaraid.com

چوری و زانی سے ایمان کا خارج ہو جانا اور قتل مسلمان کا کفر ہونا اور عورتوں نکا کافر ہونا اور نسب غیر سے نسب ملانی اور بوقت مصیبت نوحہ کرنے اور غلام کو اپنے آقا کی خدمت سے بھاگ جانیکا کفر ہونا اور کذب خیانت وعدہ خلافی۔ دشنام دہی کا نفاق (چھپا کفر) ہونا اور بے امانت کا بے ایمان اور عہد شکن کا بے دین ہونا)۔ اور قاطع رحم کا بہشت مین داخل نہ ہونا اور باغی کا واجب القتل ہونا، بیان ہوا ہے اور جس حالت مین ہمارے سنی بھائی کیا اہلحدیث اور کیا مقلدین مذہب حنفی و شافعی ان احادیث صحیحہ کی تاویل کرتے اور یہہ کہتے ہین کہ ان احادیث مین کفر سے کفر عملی اور ناشکری اور کفر معروف سے چھوٹا کفر مراد ہے اور بے ایمان و بے دین سے ناقص مومن اور ناکامل دیندار مراد ہے اور بہشت مین داخل نہ ہونے سے اولاً و بلا سزا داخل نہ ہونا مراد ہے وعلی ہذا القیاس اور بنا بر علیہ وہ ان افعال کے مرتکبین کو کافر خارج از ملت نہین سمجھتے چنانچہ انکے اقوال ان تاویلات کے متضمن مضمون کفر و کافر، مین اشاعۃ السنۃ نمبر ۱۰ و ۱۱ جلد ۴ مین منقول ہو چکے ہین تو پھر ان احادیث مین اگر ان سب کو صحیح اتفاقی مان لین اس قسم کی تاویل سے کون مانع ہے۔ اور کیون جائز نہین کہ دین و اسلام سے احادیث مذمت روافض و خوارج وغیرہ مین کامل دین مراد ہو۔ اور خوارج کو دین اسلام سے خارج کرنے اور زیدیہ قدریہ مرجیہ وغیرہ کا دین مین حصہ نہ ہونے سے یہہ مراد ہو کہ وہ اطاعت امام برحق سے خارج ہین اور دین اسلام سے بہرہ کامل نہین رکھتے چنانچہ جمہور علماء اہلسنت حدیث مذمت خوارج کے یہی معنے کرتے ہین اور بنا بر علیہ خوارج وغیرہ اہل ہوا کو اسلام سے خارج نہین سمجھتے۔

امام ابو سلیمان خطابی نے شرح حدیث مذمت خوارج مین فرمایا ہے چنانچہ کرمانی نے شرح بخاری مین نقل کیا ہے کہ اس دین سے جس سے خوارج کو خارج کیا گیا ہے

قال الخطابي الدين الطاعة اي طاعة الامام (ھامش بخاری ص۹۰۵ عن الکرمانی)

© rasailojaraid.com

طاعت مراد ہے۔ یعنے خوارج امام برحق کی طاعت سے خارج ہونگے نہ خارج از ایمان و اصل اسلام۔

اور امام ابو سلیمان خطابی نے فرمایا ہے چنانچہ امام شوکانی نے نیل الاوطار

قال الخطابی اجمع علماء المسلمین علے ان الخوارج مع ضلالتهم فرقة من فرق المسلمین واجازوا مناکحتهم واکل ذبائحهم وانهم لا یکفرون ما داموا متمسکین باصل الاسلام (نیل الاوطار)

میں انسے نقل کیا ہے کہ علماء اہل اسلام اسپر متفق ہیں کہ خوارج باوجود گمراہ ہونیکے مسلمانونکا ایک فرقہ ہے اور وہ سب انکو نکاح (اہل اسلام سے) اور انکے ذبیحون کو جائز و حلال سمجھتے ہیں اور انکو کافر نہیں کہتے جب تک کہ وہ اصل اسلام (توحید واقرار رسالت) سے متمسک ہیں۔

اور قسطلانی نے شرح بخاری میں کہا ہے کہ اکثر اہل سنت اصولیونکا یہہ مذہب ہے

ذهب اکثر اهل الاصول من اهل السنة الی ان الخوارج فساق وان حکم الاسلام یجری علیهم لتلفظهم بالشهادتین ومواظبتهم علی ارکان الاسلام وانما فسقوا بتکفیرهم المسلمین مستندین الی تاویل فاسد وجرهم ذلک الی استباحة دماء مخالفیهم واموالهم والشهادة علیهم بالکفر والشرک وقال القاضی عیاض کادت هذه المسئلة ان تکون اشد اشکالا عند المتکلمین من غیرها حتی سال الفقیه عبد الحق الامام ابا المعالی عنها

کہ فرقہ خوارج صرف فاسق ہے (یعنے کافر نہیں ہیں اور انپر اسلام کا حکم جاری ہے کیونکہ کلمہ شہادت پڑھتے ہیں اور نماز و روزہ وغیرہ ارکان اسلام پر قائم ہیں فاسق اسلیے ہیں کہ وہ اپنی تاویل فاسد سے مسلمانون کو کافر کہتے ہیں بھی تاویل انکو مسلمانون کے قتل کرنے اور انکا مال لوٹ لینے اور انکو کافر و مشرک بتانے کی طرف کھینچ کر لیجاتی ہے اور قاضی عیاض نے فرمایا ہے کہ خوارج کی تکفیر کا مسئلہ اہل کلام کے نزدیک اور مسائل کی نسبت مشکل

© rasailojaraid.com

فاعتقد زیادة ادخال کافر فی الملة واخراج
مسلم منها عظیمة فی الدین قال وقد توقف
قبله القاضی ابو بکر الباقلانی وقال لم
یصرح القوم بالکفر وانما قالوا اقوالا
تؤدی الی الکفر وقال الغزالی فی کتاب
التفرقة بین الایمان والزندقة والذی ینبغی
الاحتراز عن التکفیر ما وجد الیه
سبیلا فان استباحة دماء المسلمین المصلین
المقرین بالتوحید خطأ والخطاء فی
ترك الف کافر فی الحیاة اهون من
الخطاء فی سفك دم واحد [illegible]
(شرح بخاری ص ۹۸ جلد ۱۰)

مسئلہ ہے۔ امام عبد الحق نے امام
ابو المعالی سے یہہ مسئلہ پوچھا تو انہوں
نے یہہ عذر کیا کہ کافر کو دین اسلام میں
داخل کرنا اور مسلمانوں کو دین سے نکالنا
بڑا بھاری امر ہے۔ انسے پہلے قاضی
ابو بکر باقلانی نے بھی انکی تکفیر میں
توقف کیا اور لکھا ہے کہ اہل اسلام نے
صاف صاف انکو کافر نہیں لکھا ایسے
الفاظ کہے ہیں جو کفر تک پہنچا دیتے
ہیں۔ اور امام غزالی نے کتاب تفرقہ
بین الایمان والزندقہ میں لکھا ہے
سزاوار یہی امر ہے کہ انکو کافر کہنے سے بچیں
جب تک اوسکی طرف راہ پاویں کیونکہ نمازی اور توحید کے اقراری مسلمانوں
کے خون کو مباح سمجھنا خطا ہے اور ہزار کافر کو زندہ چھوڑنے میں خطا کرنا ایک مسلمان
کی خونریزی سے سہل امر ہے
ان اقوال کو امام شوکانی نے بھی نیل الاوطار میں نقل کیا اور اسکے بعد لکھا ہے

قال ابن بطال ذهب جمهور العلماء
الی ان الخوارج غیر خارجین من جملة
المسلمین قال وقد سئل علی عن اهل
النهروان هل کفروا فقال من الکفر
فروا قال الحافظ وهذا ان ثبت عن علی

کہ امام ابن بطال نے فرمایا ہے کہ جمہور علما
کا یہی مذہب ہے کہ خوارج مسلمانوں
سے خارج نہیں۔ ابن بطال نے فرمایا
ہے کہ حضرت علی سے (جنہوں نے خوارج
نہروان کو قتل کیا تھا) کسی نے یہہ پوچھا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حمل على انه لم يكن اطلع على معتقدهم
الذي اوجب تكفيرهم عندنا من كفرهم
قال القرطبي في المفهم والقول بتكفيرهم
اظهر في الحديث قال فعلى القول بتكفيرهم
يقاتلون ويقتلون وتغنم اموالهم وهى
قول طائفة من اهل الحديث في اموال الخوارج
وعلى القول بعدم تكفيرهم يسلك
بهم مسلك اهل البغي اذا شقوا العصا
ونصبوا الحرب قال وباب التكفير باب
خطر ولا نعدل بالسلامة شيئا (نيل الاوطار صفحہ جلد)

کر کیا یہہ لوگ کافر ہین تو آپ نے فرمایا
کہ کفر سے تو وہ بہاگ کر آئے ہین اسکے
بعد حافظ ابن حجر نے اسپر ایک اعتراض
نقل کیا پہر قرطبی کی کتاب مفہم شرح
مسلم سے بعض اہلحدیث کا قائل
تکفیر ہونا نقل کرکے قرطبی کا
یہہ قول نقل کیا ہے کہ کافر کہنا
خطرناک امر ہے اس سے
بچنے کے برابر کوئی امر نہین
ہے۔

خاکسار (ایڈیٹر) کہتا ہے کہ بعض اہلحدیث کا خوارج کو کافر کہنا کمال تعجب کا محل ہے اور اس امر سے غفلت پر مبنی ہے کہ خوارج وغیرہ اہل ہوا سے کتب حدیث خصوصا اصح الکتب صحیح بخاری مین روایت حدیث موجود ہے اور یہہ بات مسلم کل ہے کہ کافر کی روایت (اسکی شہادت کی مثل) مقبول نہین اسبات کو امام مسلم نے اپنی کتاب صحیح کے دیباچہ مین خوب مفصل ومدلل طور سے ثابت کیا ہے پس اگر فرقہ خوارج وغیرہ اہل ہوا کافر ہوتے تو محدثین انکی روایات اپنی کتب حدیث مین کیون لاتے۔

دیکہو مقدمہ فتح الباری صفحہ [illegible] / اشاعۃ السنۃ نمبر ۹ جلد ۱

دیکہو صحیح مسلم صفحہ ۶

ہمارے زمانہ کے اہلحدیث اگر اسی ردی مذہب کو پسند کرتے ہین اور خوارج کو کافر خارج از اسلام جانتے ہین تو پہر وہ اپنے عمل واستدلال مین بخاری ومسلم وغیرہ کتب صحاح کا نام نہ لین عمل بالحدیث کرنا چاہین تو اور کتابین تصنیف

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کرین جنمین خوارج وغیرہ اہل بدعت سے روایت نہو یا سابق کتب حدیث مین کوئی ایسی کتاب بتادین جسمین روایت اہل ہوا کا دخل نہ ہوا اور وہ انکے سبھی ضروریات عملیہ و اعتقادیہ کے لیئے کافی و وافی ہو۔ یہہ نہایت نامناسب اور متناقض ہے کہ بخاری مسلم وغیرہ موجودہ کتب حدیث کے راویون کو کافر بھی سمجھین اور انکی روایات پر اعتماد بھی کرتے رہین۔

ان جوابات* احادیث متضمن تکفیر اہل بدعت کو پڑھکر امید ہے ہمارے منصف مخاطب

---

* ان جوابات کو جنمین اصلی اور واقعی اہل بدعت کا دین سے خارج نہونا ثابت کیا گیا ہے ہمارے علیحدہ بھائی اہل حدیث جو اپنے علاتی بھائی حنفیہ وغیرہ مقلدین کو بدعتی قرار دیکر دین سے خارج کرتے ہین اور انکے ایمان و اسلام وغیرہ حسنات کو باطل و بے اعتبار ٹہراتے ہین انصاف کی نگاہ سے دیکھین۔ اور یہہ خیال فرمائین کہ جس حالتین اصلی اور واقعی بدعتی بحکم نصوص نبویہ و مذہب سلفیہ سنیہ دین سے خارج نہین تو انکی تجویزی و فرضی بدعتی کیونکر خارج از دین ہو سکتے ہین۔

وہ پہلے اپنے فرض و تجویز کو بھی انصاف سے دیکھین کہ وہ کہانتک صحیح ہے۔ اور اس انصاف کے وقت مولانا محمد اسمعیل صاحب شہید (مجدد مذہب اہلحدیث) کی کتاب مستطاب ایضاح الحق کو سامنے رکھ لین جسمین آپ اپنے زمانہ کے مرتکبین بدعات کو بدعتی کہنے سے روک گئے اور صاف لکھ گئے ہین کہ بعض فعلون کو ہمنے بدعت کہا ہے انکے مرتکبین کو جو سنی ہین کوئی بدعتی نہکہے۔ آپ کا اصل کلام یہہ ہے جو ایضاح الحق مطبوعہ دہلی کے صفحہ ۵۳ مین ہے مسئلہ سادسہ باید دانست کہ ہرچند در شرع شریف بسیاری از اعمال و اقوال و اخلاق از شعب کفر و نفاق شمردہ اند اما از اطلاق لفظ کافر و منافق بر شخصی خاص ہمین متبادر مے شود کہ عقیدہ کفر و نفاق میدارد ہمچنین باید فہمید کہ ہرچند ہزاران ہزار امور از قسم بدعت ست کہ پارۂ ازان بطریق نمونہ درین مقام ذکر کردہ شد۔ اما از اطلاق لفظ مبتدع یا صاحب بدعت بر شخصی خاص ہمین معنی فہمیدہ

© rasailojaraid.com

اہل فسق و بدعت کو اسلام سے خارج نکرینگے ۔ اور کسی گناہ یا بدعت (جو صریح کفر معروف نہ ہو) کے سبب اُنکے ایمان و اسلام کو باطل و بے اعتبار نہ ٹہرائین گے

میشود کہ شخص مذکور عقیدۂ بدعت میدارد پس بنابر ارتکاب اقسام باقیہ از بدعت حقیقیہ و جمیع اقسام بدعت حکمیہ مرتکب آنرا مبتدع و صاحب بدعت نتوان گفت پس چنانکہ از معدود کردن بعضے افعال و اقوال و اخلاق از شعب کفر و نفاق مقصود ہمین ست کہ سامعین ازان اجتناب نمایند نہ آنکہ آنچہ در قرآن مجید از احکام کفار و منافقین وارد شدہ بر صاحب افعال و اقوال و اخلاق مذکورہ مطلقاً اجرا باید کرد ہمچنین از تعداد اقسام بدعت درین مقام مقصود ہمین ست کہ سامعین از جمیع اقسام مذکورہ اجتناب نمایند و راہ سنت خالصہ اختیار کنند نہ آنکہ آنچہ در حدیث شریف از احکام مبتدعین و اہل بدعات از قسم حبط اعمال ایشان و حرمت توقیر ایشان و اجتناب از عیادت ایشان و احتراز از مجالست ایشان و مخالطت ایشان و ممنوعیت ابتدائے معانقہ در کلام و سلام با ایشان بر مرتکب قسمی از اقسام مذکورہ مطلق اجرا نماید حاشا کہ کسی از منصفان حق طلب این راہ افراط و غلو بپیماید نعوذ باللہ من ذلک ۱۱

مولانا مرحوم کی اس کلام پر جو یہہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ قیام مبدء سے حمل مشتق واجب ہوتا ہے یعنے جو شخص کوئی فعل کرتا ہے وہ اسکا فاعل ضرور کہلاتا ہے پھر بدعت کرنے والا کو مبتدع کیون نہ کہا جائے ۔ اسکا جواب ہم اشاعۃ السنۃ مین کئی جگہہ دے چکے ہین (دیکھو نمبر ا جلد ۶ و نمبر ۱۰ جلد ۸ وغیرہ) جسکا حاصل یہہ ہے کہ یہہ عام خیال ہے شرع نے بہت امور کو کفر کہا ہے پھر انکے مرتکب کو کافر نہین کہا ۔

اس کلام اخیر مین جو مولانا مرحوم نے اہلبدعت کے احکام (ترک سلام و کلام وغیرہ بیان فرمائے ہین وہ اسی اصول و غرض و نیت پر مبنے ہین جو آنحضرت و صحابہ و تابعین وغیرہ آئمہ کی مہاجرت و ترک مکالمت کی وجہ و غرض بیان کی گئی ہے اور آئندہ بھی بیان ہوگی لہذا یہہ کلام مولانا مرحوم ہمارے مقصود کا مخالف اور مدعا مخاطبین کا موافق و موید نہین ہے ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور ہمارے سوال (مندرج صفحہ ۳۶۳) کے جواب میں صاف اقرار کرینگے کہ جن لوگوں سے بعض اعمال بد یا عقائد غلط کے سبب سے وہ للہ بغض رکھتے ہیں انہیں بعض

اور جو اس کلام میں منجملہ احکام اصلی اہلبدعت حبط عمل کو شمار کیا ہے اس سے یہہ مقصود نہیں کہ اصلی اہلبدعت کا ایمان و اقرار اسلام بھی باطل و بے اعتبار ہے بلکہ اس سے اس عمل اہلبدعت کا باطل ہونا مراد ہے۔ جو انہوں نے از خود نکالا ہو۔ جسکی نسبت آنحضرت صلعم نے یہ فرمایا ہے

من احدث فی امرنا ھذا لیس منہ فھو رد (مشکوۃ صـ ۱۹)	جس نے ہمارے دین میں وہ کام نکالا جو ہمارے دین میں نہیں وہ کام مقبول نہ ہوگا۔

یہہ کسی نص سے ثابت نہیں ہوتا کہ اہل بدعت کا (اصلی کیوں نہ ہوں) کلمہ پڑھنا یا کوئی نیک عمل کرنا مقبول نہیں ہے۔

اور جو صحیح بخاری و صحیح مسلم کی حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص مدینہ میں کوئی بدعت نکالے

عن علی عن النبی صلعم المدینۃ حرم ما بین عائر الی کذا من احدث فیھا حدثا او اوی محدثا فعلیہ لعنۃ اللہ والملئکۃ والناس اجمعین لا یقبل منہ صرف و لا عدل۔ (صحیح بخاری صـ ۲۵۱ و صحیح مسلم صـ ۴۴۱)	یا کسی بدعتی کو جگہ دے اسپر خدا کی اور فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے اس سے نہ صرف قبول جائیگا نہ عدل یہہ حبط اعمال اہلبدعت میں نص نہیں ہے۔ اسمیں صرف و عدل سے صرف نوافل و فرائض ہی کا مراد ہونا متعین نہیں ہے جیسا کہ ہمارے امی بھائی اہلحدیث اردو تراجم

کتب حدیث کی تقلید سے سمجھ رہے ہیں۔ و بناؤ علیہ بڑے یقین کے ساتھ اہلبدعت کی نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوۃ۔ ایمان و اسلام کو باطل و بے اعتبار ٹھہراتے ہیں) بلکہ صرف و عدل سے اسحدیث میں اور معنے بھی مراد ہو سکتے ہیں جنسے حبط اعمال ثابت نہیں ہوتا۔

امام نووی نے صحیح مسلم کی شرح میں فرمایا ہے۔ قاضی عیاض نے کہا ہے کہ امام اروی فرماتے ہیں صرف و عدل کی تفسیر میں علما کا اختلاف ہے بعضے کہتے ہیں صرف سے فرض مراد ہے عدل سے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بعض حسنات بھی ہیں خلقی نظر سے وہ بعید حب کے بھی مستحق ہیں پھر اُن سے محض بغض اور کلی عناد رکھنا بے شک غلطی ہے اور نصف حصہ حدیث حب للہ و بغض للہ

قوله لا یقبل الله منه یوم القیمة صرفا ولا عدلا قال القاضی قال المازری اختلفوا فی تفسیرهما فقیل الصرف الفریضة و العدل النافلة وقال الحسن البصری الصرف النافلة والعدل الفریضة عکس قول الجمهور وقال الاصمعی الصرف التوبة والعدل الفدیة وروی ذلك عن النبی صلعم وقال یونس الصرف الاکتساب والعدل الفدیة وقال ابو عبید العدل الحیلة وقیل العدل المثل وقیل الصرف الدیة والعدل الزیادة قال القاضی وقیل معنی لا تقبل فریضة ولا نافلة قبول رضی وان قبلت قبول جزاء وقیل یکون القبول ههنا بمعنی تکفیر الذنب بهما قال وقد یکون معنی الفدیة ههنا انه لا یجد فی القیمة فداء یفتدی به بخلاف غیره من المذنبین الذین یتفضل الله عز وجل علی من یشاء منهم بان یفدیه من النار بیهودی او نصرانی کما ثبت فی الصحیح (شرح مسلم صـ ۴۳۱)

نقل حسن بصری اسکے برعکس صرف سے نفل عدل سے فرض مراد بتاتے ہیں امام اصمعی کا قول ہے کہ صرف سے توبہ مراد ہے عدل سے فدیہ - یہہ مراد خود آنحضرت صلعم سے مروی ہے امام یونس فرماتے ہیں صرف سے اپنی کمائی عدل سے بدلہ مراد ہے - امام ابو عبید فرماتے ہیں عدل سے حیلہ مراد ہے - کوئی کہتا ہے عدل سے مثل مراد ہے - کوئی کہتا ہے صرف سے خونبہا مراد ہے - عدل سے زیادتی قاضی عیاض فرماتے ہیں بعض اسکے یہہ معنی کرتے ہیں کہ اسکے فرض و نفل خوشی سے قبول نہ ہونگے اگرچہ بطور جزا قبول کیے جائینگے بعض کہتے ہیں کہ نوافل و فرائض کے قبول نہ ہونے سے یہہ مراد ہے کہ وہ اُسکے گناہوں کا کفارہ نہ ہونگے - قاضی عیاض نے فرمایا ہے یہاں یہہ مراد بھی ہو سکتی ہے کہ وہ قیامت کے دن فدیہ نہ پائیگا جسکو اپنے بدلہ دے سکے جیسا کہ اور گنہگار مسلمانوں کے (جنپر خدا فضل کرنا چاہیگا) یہود و نصارے فدیہ ہونگے -

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کو پس پشت ڈالدیتا ہے

باقی نمبر ا جلد ۹ مین

قسطلانی نے شرح بخاری مین کہا ہے " قاموس مین ہے ۔ حدیث مین صرف سے تو یہ مراد ہے عدل

قال فی قاموس الصرف فی الحدیث التوبة والعدل الفدیة او هو النافلة والعدل الفریضة او بالعکس او هو الوزن والعدل الکیل او هو الاکتساب والعدل الفدیة او الحیلة ومنه فما یستطیعون صرفا ولا نصرا معناه فما یستطیعون ان یصرفوا عن انفسهم العذاب وقال البیضاوی الصرف الشفاعة و العدل الفدیة وقال عیاض معناه لا یقبل منه قول رضا وان قبل منه قبول جزاء وقد یکون معنی الفدیة لا یجد فی القیمة فداء یفتدیه بخلاف غیره من المذنبین الذین یتفضل الله عز وجل علی من یشاء منهم بان یفدیه من النار بیهودی او نصرانی کما فی الصحیح ۔

(قسطلانی صفحہ ۳۷۷ جلد ۳)

عن سهل ابن سعد عن النبی صلعم لیردن علی اقوام اعرفهم ویعرفونی ثم یحال بینی وبینهم فاقول انهم منی

سے فدیہ یا نفل و فرض اور اسکا عکس ۔ یا صرف سے وزن مراد ہے ۔ عدل سے پیمانہ ۔ یا صرف سے کمائی ۔ عدل سے فدیہ یا حیلہ ۔ اسی معنے کر خدا تعالے نے فرمایا ہے ۔ کہ کفار صرف کی طاقت نہ رکھین گے ۔ یعنے اپنی جان سے عذاب کو پھیر نہ سکین گے ۔ بیضاوی نے لکہا ہے ۔ صرف سے شفاعت مراد ہے ۔ عدل سے فدیہ ۔ (اسکے بعد قاضی عیاض کے وہ اقوال نقل کیے ہین) جو کلام امام نووی کے خاتمہ مین منقول ہو چکے ہین ۔ اور جب بشہادت اکابر علماء اسلام و محاورات حدیث و قرآن اس حدیث مین صرف و عدل سے اور معنے بھی مراد ہو سکتے ہین ۔ جنمین حبط اعمال کیطرف اشارہ بھی نہین تو پھر اس حدیث کو حبط اعمال اہل بدعت مین بجز امی و نادان مقلدون کی نص کون کہہ سکتا ہے ؟ ۔

اور جو صحیحین کی حدیث حوض کوثر مین آیا ہے کہ میری امت کے بعضے لوگ حوض کوثر پر میرے پاس آئینگے پھر وہ ہٹائے جائین گے ۔ مین کہونگا ۔

باقی نمبر ا جلد ۹ مین

© rasailojaraid.com